﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 13 — جمعۃ المبارک 29؍دسمبر 2006ء — 08؍ذوالحجہ 1427 ہجری قمری ❁ 29؍فتح 1385 ہجری شمسی — شمارہ 52

دعا کی حقیقت

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
’’تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے‘‘۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لیکن یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے۔

جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

’’مگر یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتداء بھی دعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے اور سب گمراہ ہیں مگر جس کو خدا ہدایت دے اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دُعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لیکن یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے۔ جو منگے سو مر رہے۔ مرے تو منگن جا۔ دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

یہ کیا دُعا ہے کہ مُنہ سے تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہتے رہے اور دل میں خیال رہا کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے، فلاں چیز رہ گئی ہے، یہ کام یوں چاہئے تھا، اگر اس طرح ہو جائے تو پھر یوں کریں گے۔ یہ تو صرف عمر کو ضائع کرنا ہے۔ **جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عملدرآمد نہیں کرتا تب تک اس کی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔**

قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون:2-3) یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانہ اُلوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقّت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں۔ جیسے لکھا ہے ؎ ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں   ایں خیال است و محال است و جنوں۔

اسی لئے اس کے بعد ہی خدا فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون:4) یہاں لغو سے مراد دُنیا ہے۔ یعنی جب انسان کو نمازوں میں خشوع و خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت، نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دُنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی گریہ وزاری اور تضرّع اور ابتہال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص، لالچ اور عیش و عشرت سب پر مقدم کر لیتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک نیک فعل دوسرے نیک فعل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور ایک بدفعل دوسرے بدفعل کی ترغیب دیتا ہے۔ جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبعًا وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں اور اس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا کی محبت ان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ (المومنون:5) یعنی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور یہ ایک نتیجہ ہے عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کا۔ کیونکہ جب دنیا سے محبت ٹھنڈی ہو جائے گی تو اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ خدا کی راہ میں دینے سے نہیں جھجکیں گے۔ ہزاروں آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے یہاں تک کہ اُن کی قوم کے بہت سے غریب اور مفلس آدمی تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں مگر وہ ان کی پروا بھی نہیں کرتے حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک چیز پر زکوٰۃ دینے کا حکم ہے یہاں تک کہ زیور پر بھی۔ ہاں جواہرات وغیرہ چیزوں پر نہیں۔ اور جو امیر، نواب اور دولتمند لوگ ہوتے ہیں ان کو حکم ہے کہ وہ شرعی احکام کے بموجب اپنے خزانوں کا حساب کر کے زکوٰۃ دیں لیکن وہ نہیں دیتے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے کہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون:4) کی حالت تو اُن میں تب پیدا ہوگی جب وہ زکوٰۃ بھی دیں گے۔ گویا زکوٰۃ کا دینا لغو سے اعراض کرنے کا ایک نتیجہ ہے۔

پھر اس کے بعد فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (المومنون:6) یعنی جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کریں گے، لغو سے اعراض کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں گے۔ کیونکہ جب ایک شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ کسی اَور کے مال کو ناجائز طریقہ سے کب حاصل کرنا چاہتا ہے اور کب چاہتا ہے کہ مَیں کسی دوسرے کے حقوق کو دبا لوں۔ اور جب وہ اپنی مال جیسی عزیز چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا تو پھر آنکھ، ناک، کان، زبان وغیرہ کو غیر محل پر کب استعمال کرنے لگا۔ کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک شخص اوّل درجہ کی نیکیوں کی نسبت اس قدر محتاط ہوتا ہے تو ادنیٰ درجہ کی نیکیاں خود عمل میں آتی جاتی ہیں۔ مثلاً جب خشوع خضوع سے دُعا مانگنے لگا تو پھر اس کے ساتھ ہی لغو سے بھی اعراض کرنا پڑا۔ اور جب لغو سے اعراض کیا تو پھر زکوٰۃ کے ادا کرنے میں دلیر ہونے لگا اور جب اپنے مال کی نسبت وہ اس قدر محتاط ہو گیا تو پھر غیروں کے حقوق چھیننے سے بدرجہٗ اولیٰ بچنے لگا۔ اس لئے اس کے آگے فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المومنون۔9) کیونکہ جو شخص دوسرے کے حق میں دست اندازی نہیں کرتا اور جو حقوق اس کے ذمّہ ہیں ان کو ادا کرتا ہے اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے عہدوں کا پکّا ہو اور دوسرے کی امانتوں میں خیانت کرنے سے بچنے والا ہو۔ اس لئے بطور نتیجہ کے فرمایا کہ جب ان لوگوں میں یہ وصف پائے جاتے ہوں گے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ اپنے عہدوں کے بھی پکّے ہوں گے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 399-402 جدید ایڈیشن)

❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁

دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچّی قربانی نہیں۔

مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔

(قربانیوں کی حقیقت اور غرض وغایت سے متعلق

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پرمعارف ارشادات)

⁂...... ”قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى (سورة الحج آیت :38)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اسی طرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی ضرورت کیا ہے؟

اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکّی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں اُن کو رُوح نہیں مانتی اور اس میں وہ نیازمندی اور عبودیّت پیدا نہیں ہو سکتی جو اصل مقصد ہے۔ اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں رُوح کو اس میں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔ روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر رُوح پر پڑتا ہے...... غرض جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں برابر چلتے ہیں۔ رُوح میں جب عاجزی پیدا ہوتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب روح میں واقع میں عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خودبخود ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو رُوح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے“۔ (الحکم جلد 7 نمبر 8 مورخہ 28/فروری 1903ء صفحہ 2-3)

⁂...... ”خدا تعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں“۔ (چشمۂ معرفت۔ صفحہ 91 حاشیہ)

⁂...... ”دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (یادداشتیں صفحہ 9) و پیغام صلح صفحہ 59)

⁂...... ”اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی رُوح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی رُوح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورة الحج آیت :38)۔ یعنی تمہاری قربانیوں کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو“۔ (لیکچر لاہور صفحہ 5-6)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

⁂...... ربوہ مخالفینِ احمدیت کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اس وقت 236 اہالیان ربوہ 85 جھوٹے مقدمات میں ملوث ہیں۔ 1984ء میں احمدیہ مخالف قوانین وضع کئے جانے کے بعد سے اب تک 601 اہالیان ربوہ پر جھوٹے مقدمے چلائے گئے ہیں۔ ربوہ کی مضافات میں رہنے والا ایک جاہل، انتہا پسند مُلّاں اللہ یار ارشد 37 کے قریب مقدمات میں یا تو خود مدعی بنا ہے یا اپنے جیسے جھوٹے مدّعی کی پشت پناہی کرتا رہا ہے۔ یہ تمام اعداد وشمار ان مقدمات سے سوا ہیں جن میں بلا امتیاز تمام احمدی اہالیان ربوہ کو خود کو مسلمان کہنے، یا اسلامی اصطلاحات کے استعمال کا ملزم قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی قانون کی تاریخ میں کہاں ہوا ہوگا کہ ایک شہر کے رہنے والے لوگوں کو بالعموم ملزم ٹھہرا دیا جائے اور پھر ایسا بھی کب ہوا ہوگا کہ ایک پرامن شہر کے امن پسند شہریوں کو اس قدر بڑی تعداد میں محض اپنے ایمان سے وابستگی کے نتیجہ میں سالہا سال تک قانون کا سہارا لے کر جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہو، ان پر اپنی مرضی کے بنائے گئے قوانین اور من گھڑت شقیں تھوپی گئی ہوں۔ ان تمام ”ملزمان“ کو طویل المدت قید وبند بلکہ بعض کو تو سزائے موت کا خطرہ بھی لاحق ہے۔

⁂...... اس وقت قید وبند کی صعوبت برداشت کرنے والوں میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

(1) محترم محمد اقبال صاحب کو عمر قید کی سزا سراسر جھوٹ پر مبنی گستاخیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ کے نتیجہ میں ہوئی۔ انہیں مارچ 2004ء میں حراست میں لیا گیا اور اس وقت فیصل آباد سنٹرل جیل میں عمر قید کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ سیشن کورٹ کے فیصلہ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں اپیل درج ہے۔ یہ اپیل 89/2005 کے نمبر سے درج کی گئی ہے۔

(2) بشارت، ناصر احمد اور محمد ادریس نامی تین احمدیوں کو سات اَور احمدی احباب کے ہمراہ ستمبر 2003ء میں چک سکندر نامی قصبہ سے حراست میں لیا گیا۔ ان پر ایک مُلّاں کے قتل کا جھوٹا الزام تھا۔ پولیس کی تفتیش میں ان معصوم احمدی افراد کے خلاف کوئی بھی ثبوت نہ مل سکا، مگر الزام کی بنیاد پر عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ عدالت نے شواہد اور گواہان کے بیانات کو سُن کر دیگر سات افراد کو بری کر دیا مگر تین مذکورہ احمدی احباب کو اُنہی شواہد اور اُنہی جھوٹے گواہان (جو اُسی عدالت میں جھوٹے ثابت ہو چکے تھے) کے اُنہی بیانات پر اُسی عدالت نے سزائے موت سنا دی۔ یہ تینوں اس وقت میانوالی جیل کی کوٹھڑیوں میں پڑے ہیں جب کہ ان کی انصاف اور رحم کی اپیل لاہور ہائی کورٹ کے کسی چیمبر میں۔ انہیں قید ہوئے تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ میں ان کی اپیل فوجداری اپیل نمبر 616/2005 کے نمبر سے 26/اپریل 2005ء کی تاریخ میں درج ہے۔

(3) منصور حسین صاحب قرآن کریم کے اوراق کو نذرِ آتش کرنے کے جھوٹے الزام میں دسمبر 2004ء سے قید ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ میں ان کی اپیل، فوجداری اپیل نمبر 1885/2005 سے شنوائی کے انتظار میں ہے۔

(4) تین احمدی گستاخیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے الزام پر قید ہیں`

(5) سلطان احمد ڈوگر صاحب، پرنٹر روزنامہ الفضل ربوہ، ستمبر 2006ء سے جھوٹے مقدمات کی بناء پر بیماری کے باوجود قید وبند کی صعوبت اٹھا رہے ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ پاکستان اور دنیا بھر کے تمام احمدیوں کے لئے اور بالخصوص اسیران رہ مولیٰ کے لئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

بنی کب تک رہے گی کذب کی دنیا میں بات آخر
صداقت ہوگی غالب کہہ رہے ہیں واقعات آخر

دکھائے گی کرشمہ قوتِ مسرور دنیا کو
رہے گا ٹوٹ کر اِک دن طلسمِ سومنات آخر

فضا تکبیر سے گونجے گی اِک دن بزمِ عالَم کی
فنا انجام ہے آوازۂ لات و منات آخر

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کہا جس نے
وہی تیرے لئے پیدا کرے گا طَیِّبٰت آخر

طلوعِ مہرِ ظلمت پاش آخر ہو کے رہتا ہے
ستارے ڈوبتے ہیں کوچ کر جاتی ہے رات آخر

طلسمِ ابنِ مریم ٹوٹتا جاتا ہے عالم سے
ہے وابستہ محمدؐ ہی کے دامن سے نجات آخر

بلا کی آگ میں کھلتے ہیں جوہر مردِ مومن کے
ہے تلخ ایمان کا اوّل مگر قند و نبات آخر

بتدریج آگے آگے نور کی موجیں لگیں بڑھنے
درخشاں ہوگی رفتہ رفتہ ساری کائنات آخر

لرزتا کانپتا رخصت ہوا ہے موت کا لشکر
وہ دیکھو مسکراتی جھومتی آئی حیات آخر

بِلا رنج و تعب نعمت کوئی ملتی نہیں دیکھی
ہے تاریکی میں پنہاں چشمۂ آبِ حیات آخر

نہ بجھنے پائے گا نورِ صداقت منہ کی پھونکوں سے
مگر تسنیمؔ کذب و افترا کھائے گا مات آخر

(میر اللہ بخش تسنیم)

بیت اللہ کی تعمیرِ نو اور اس کی آبادی کے لئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم الشان قربانیاں

[حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 2 ستمبر 1983ء کو بمقام مسجد احمدیہ ناصر آباد (سندھ) خطبہ جمعہ میں تعمیر بیت اللہ کے مقاصد اور حضرت ابراہیم واسماعیل و حضرت ہاجرہ علیہم السلام کی قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ نے یہ خطبہ آسٹریلیا کے دورہ پر تشریف لے جانے سے قبل ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن ’’تعمیر بیت اللہ کے مقاصد اور ہمارے فرائض‘‘ کے عنوان سے خطبات طاہر جلد نمبر 2 میں صفحہ 451 تا 463 پر طبع شدہ ہے۔ ذیل میں اس کا ایک حصہ ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)]

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’سب سے اہم مسجد جو دنیا میں تعمیر کی گئی اور جس کے مقاصد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شامل تھی وہ بیت الحرام ہے یعنی خدا کا وہ پہلا گھر جو مکہ میں بنایا گیا۔ اس گھر سے پہلے وہاں کوئی شہر آباد نہیں تھا اس لئے ’’مکّہ میں بنایا گیا‘‘ کے الفاظ شاید اس مضمون کو پوری طرح واضح نہیں کرتے۔ جب بھی خدا کا یہ گھر بنایا گیا اس کی تفصیلی تاریخ ہمارے پاس محفوظ نہیں قرآن کریم سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (آل عمران: 97) **کہ وہ پہلا گھر جو خدا کی عبادت کی خاطر تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا۔ لِلنَّاسِ کے لفظ میں کوئی مذہبی تفریق نہیں رکھی گئی بلکہ خدا تعالیٰ نے ایسا فقرہ استعمال فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھر نہ مسلمانوں کا ہے، نہ ہندوؤں کا ہے، نہ عیسائیوں کا، کسی مذہب کا نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنایا گیا** اور اس کا مقصد یہ تھا کہ آئندہ زمانہ میں اس گھر میں وہ نبی پیدا ہوگا جس کے ذریعہ سارے بنی نوع انسان دین واحد پر اکٹھے ہوں گے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ دو ہی دفعہ دنیا ایک ہاتھ پر اکٹھی ہوسکتی ہے۔ ایک آغاز پر اور ایک انجام پر۔ نبوت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ ہوا اور اس وقت کوئی تفریق نہیں تھی، اس وقت بھی ’ناس‘ ہی مخاطب تھے، کوئی مذہبی امتیاز نہیں تھا اور پہلا گھر غالباً حضرت آدمؑ نے بنایا ہے کیونکہ حضرت آدمؑ نے لازماً کوئی مسجد بنائی ہوگی اور اس سے پہلے نبوت کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس گھر کی بنیاد رکھی ہے اور اس وقت چونکہ مذہب کی تفریق نہیں تھی اس لئے آپ لِلنَّاس تھے۔ تمام بنی نوع انسان اور حضرت آدمؑ ایک ہی چیز کے دو نام تھے۔ آپؑ بیج تھے اس آدمیت کا جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے مکالمہ ومخاطبہ کے لئے چنا اور دوسری مرتبہ تب بنی نوع انسان کو مخاطب کیا جاسکتا تھا جب سارے بنی نوع انسان کو ایک دین کی طرف بلانے والا رسول آجائے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے یہ عبارت بڑی فصیح و بلیغ اور معنی خیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ۔ **اس میں یہ نہیں فرمایا کہ پہلا گھر جو تھا وہ ابراہیمؑ کے لئے بنایا گیا یا داؤدؑ کے لئے بنایا گیا یا موسیٰؑ کے لئے بنایا گیا یا نوحؑ کے لئے بنایا گیا بلکہ یہ فرمایا کہ یہ ناس کے لئے بنایا گیا ہے۔ جب بنایا گیا تھا اس وقت بھی سارے انسان اس سے وابستہ تھے اور اس کا انجام بھی ایسا ہوگا کہ تمام بنی نوع انسان اس گھر میں ایک خدا کی عبادت کے لئے اکٹھے ہوں گے یعنی** رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ رسول ظاہر ہو چکا ہوگا۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ اس کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تھی، گویا آپؐ کے پیدا ہونے پر اس گھر کے مقاصد کی تکمیل ہوئی، وہ توحید کا علمبردار، وہ خدائے واحد کی پرستش کرنے والا آگیا جس کی پرستش ہی خدا کو مقصود اور منظور تھی اور اس کی عبادت کے مقابل پر ساری کائنات کے عبادت کرنے والوں کی عبادت ہیچ تھی۔

اس موقع پر جب کہ یہ عظیم الشان گھر آباد ہوا کیا واقعات گزرے اس کا انسانی تاریخ کوئی ذکر نہیں کرتی۔ صرف ایک قرآن کریم ہے جس نے یہ ذکر کیا ہے کہ پہلا گھر اللہ کی عبادت کے لئے وہی ہے جو بکّہ کے پاس موجود ہے۔ البتہ قرآن کریم نے اس کی تعمیر نو کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس گھر کو اللہ کے منشا کے مطابق دوبارہ آباد کرنے کا فیصلہ کیا تو اس وقت کیا واقعات گزرے۔ وہ ایسے واقعات ہیں جن کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے ان لوگوں کی خاطر جو خدا کا گھر بنانے کی نیت کرتے ہیں۔ **حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاک سنت پر عمل کئے بغیر اگر کوئی گھر بنایا جاتا ہے تو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ اگر اس میں وہ روح نہیں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیش نظر تھی تو تب بھی اس گھر کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔** لوگ خدا کی خاطر بڑے بڑے گھر بناتے ہیں اور ان پر اربہا ارب روپیہ خرچ کر دیتے ہیں مگر اس گھر سے ان کو کوئی بھی نسبت نہیں ہوتی جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے از سر نو تعمیر کیا تھا اور وہاں کسی بادشاہت کا روپیہ استعمال نہیں ہوا، کوئی بڑے بڑے انجینئر نہیں آئے، فن تعمیر کے کوئی ماہرین نہیں اکٹھے کئے جو دنیا کے عظیم الشان معمار کہلاتے ہوں، کوئی قومیں مزدور نہیں بنائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اتنا فرماتا ہے کہ **جب خانہ کعبہ کی تعمیر نو ہوئی تو باپ معمار تھا اور بیٹا مزدور اور بیٹا اتنی چھوٹی عمر کا تھا کہ بمشکل دوڑنے بھاگنے کے قابل ہوا تھا۔** اس وقت خدا کے نبی نے خود اپنے ہاتھوں سے اس گھر کی تعمیر کی۔ پتھر اکٹھے کئے، بنیادیں کھودیں جو ریت کے تلے چھپ گئی تھیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو لے کر آئے ہیں تو تلاش کرتے پھرتے تھے کہ وہ پہلا گھر ہے کہاں۔ چنانچہ ریت کے اندر سے پرانے زمانے کے منہدم گھر میں سے چھوٹی سی دیوار باہر نکلی ہوئی دکھائی دی۔ اس دیوار پر آپ نے اپنے بچے کو بٹھایا اور پھر تلاش شروع کی کہ کس طرح اس گھر کی دوبارہ تعمیر کرنی چاہئے، کیا نقشہ بنے گا لیکن چونکہ حضرت اسمٰعیلؑ کا اس تعمیر نو میں شامل ہونا عنداللہ ضروری تھا اس لئے اس وقت تعمیر نو نہیں ہوئی۔ اس وقت خدا نے ٹال دیا اس وقت کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب تم ان کو چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ اور تعمیر کا جو کام اسماعیلؑ سے لینا تھا وہ خواب میں دکھایا گیا کہ اس گھر کے پاس ان کو لے کر جا رہے ہیں۔ (تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری۔ باب ذکر امر بناء البیت جلد ا)

اس وقت اس کو ٹال دینے میں بہت بڑی حکمت تھی بلکہ ایک سے زائد حکمتیں تھیں۔ ایک تو یہی کہ آپؑ کے جس بیٹے کی نسل سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہونا تھا اور جس نے اس شاخ کو بنو اسحاق سے ممتاز کر دینا تھا وہ بیٹا ابھی اس قابل نہیں تھا کہ اس گھر کی تعمیر میں حصہ لے سکے۔ دوسرے ایسی وادی میں چھوڑ کر جا رہے تھے جہاں نہ پانی کا انتظام تھا اور نہ کھانے کا اور اللہ تعالیٰ یہ خبر دے چکا تھا کہ میں نے تم سے ایک گھر بنوانا ہے اور گھر ابھی بنوایا نہیں تھا، اس سے بڑی زندگی کی کوئی اور ضمانت نہیں ہوسکتی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے زیادہ تسلی نہیں دی جاسکتی تھی کہ جب تک تم دوبارہ نہ آؤ اور (آپؑ وہاں بار بار آئے) جب تک اسمٰعیلؑ اس قابل نہ ہو کہ تمہارے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کرے اس وقت تک ان کو کوئی فکر نہیں۔ خدا تعالیٰ کے پیار کا کیسا عظیم الشان سلوک تھا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا توکل بھی کتنا عظیم الشان تھا کہ اس حالت میں بیوی اور بچے کو چھوڑ کر جا رہے ہیں اور پھر بیوی کی ایمانی کیفیت یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب وہ ان کو چھوڑ کر جانے لگے تو اچانک رخصت ہوئے اور ایک طرف کا رخ اختیار کر لیا۔ بیوی اور بچہ وہیں پڑے ہوئے تھے ان کو پانی کا ایک مشکیزہ دے گئے اور کچھ کھجوریں چھوڑ گئے۔ حضرت ہاجرہ کو محسوس ہوا کہ یہ تو ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ انہوں نے آوازیں دیں لیکن حضرت ابراہیمؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر بیقرار ہو کر پیچھے دوڑیں لیکن آپ کی آواز شدت غم سے بھرّا گئی۔ آنکھوں میں آنسو آرہے تھے، ڈرتے تھے کہ اگر بات کروں گا تو رو پڑوں گا۔ آپؑ اس موقع پر پورا صبر کرنا چاہتے تھے اس لئے آپؑ جواب نہیں دیتے تھے اور نہ مڑ کر دیکھتے تھے۔ آخر حضرت ہاجرہ نے صرف ایک سوال کیا۔ انہوں نے کہا مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ کیا خدا کی خاطر ایسا کر رہے ہیں؟ کیا اللہ کا حکم ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر میں راضی ہو جاؤں گی پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ (تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) باب ذکر امر بناء البیت جلد ا)

اس سوال میں بڑی عجیب بات تھی۔ اس میں عورت کی فطرت کا ایک خاص راز تھا۔ حضرت ہاجرہ حضرت سارہ پر سوکن بن کر آئی تھیں اور آپ کو پتہ تھا کہ حضرت سارہ ان کو پسند نہیں کرتیں اور کئی دفعہ ابراہیم علیہ السلام کو کہہ چکی ہیں کہ اس کو گھر سے نکال دو۔ یہ وہ بے قراری تھی جو ان کے دل کو لگی ہوئی تھی کہ مجھے یہ بتا دیں کہ میرے خدا کی خاطر ایسا کر رہے ہیں یا سوکن کی خاطر کر رہے ہیں؟ اگر خدا کی خاطر ہے تو مجھے ٹھنڈ پڑ جائے گی چاہے میں یہاں پیاس کے مارے تڑپ تڑپ کر جان دے دوں اور اگر میری سوکن کی خاطر ہے تو پھر تو بے قراری کی آگ اور بھی زیادہ بڑھے گی۔ ایک آپؑ کو چھوڑنے کا دکھ، ایک ان حالات کا دکھ اور اوپر سے یہ سوتاپا کہ ایک بیوی کی خاطر دوسری بیوی کو یہ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ کیا خدا کی خاطر چھوڑ کر جا رہے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور سر ہلایا پھر حضرت ہاجرہ بڑے اطمینان سے آکر اسماعیلؑ کے پاس بیٹھ گئیں۔ یہ ہے اس گھر کے پاس آباد کرنے کا آغاز اور اس وقت کی جو دعائیں ہیں ان میں کسی شہر کا ذکر نہیں ملتا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے عرض کرتے ہیں رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرۃ 127) اے خدا! اس جگہ کو بَلَدًا اٰمِنًا بنادے۔ معلوم ہوتا ہے اس وقت وہاں کسی کی جھونپڑی تک نہ تھی۔ کھلا صحرا تھا جس میں نہ کوئی درخت تھا نہ کوئی سایہ۔ وہی ایک Mound یعنی چھوٹا سا ٹیلہ بن گیا تھا ایک کھنڈر کے اوپر بس یہی ایک اونچی جگہ تھی اور دعا سے پتہ چل رہا ہے کہ وہاں کچھ نہیں تھا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یہ تھی: رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرۃ 127)۔ اے خدا! تو اس چٹیل جگہ کو ایسے شہر میں تبدیل فرما دے جو امن کی جگہ ہو۔ جب تعمیر نو کی ہے تو اس وقت تو شہر بن چکا تھا اس عرصہ میں۔ پھر جب وہ دوبارہ آئے ہیں تو وہاں جرہم قبیلے کا ایک قافلہ آباد ہو چکا تھا اور کچھ اور لوگوں نے بھی گھر بنا لئے تھے۔ جب آکر دیکھا تو نقشہ بدلا ہوا تھا۔ ایک بیوی اور بچے کی بجائے ایک پورا قبیلہ وہاں آباد ہو گیا تھا۔ وہاں جو دعا کی ہے وہ یہ ہے: رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (ابراھیم: 36) اے خدا اس شہر کو جو یہاں آباد ہو چکا ہے امن کی جگہ بنا دے۔ ایک لمبے عرصہ تک رابطہ رہا اور جب حضرت اسمٰعیلؑ دوڑنے پھرنے کے قابل ہوئے تو دو واقعات یہاں گزرے ہیں، ایک خدا کے پہلے گھر کی تعمیر نو جس میں دونوں باپ بیٹے نے حصہ لیا اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی۔

پس خدا کے گھر بنانے سے پہلے جو پس منظر ہے وہ سوچئے کتنا دردناک ہے اور کتنا عظیم الشان ہے،

کتنے گہرے محبت اور عشق کے جذبات ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان چل رہے ہیں اور پھر اس گھر کی تعمیر ہو رہی ہے اور بظاہر یہ گھر اتنا معمولی ہے کہ باپ بیٹے نے مل کر چند پتھر رکھے ہیں سیدھے یا ٹیڑھے جیسے بھی ان بے چاروں سے رکھے گئے۔ وہ جانتے ہی نہیں تھے کہ تعمیر کس طرح کیا کرتے ہیں لیکن سب سے زیادہ پیار کی نگاہیں جس گھر پر خدا کی پڑی ہیں وہ یہی گھر ہے۔ سب سے زیادہ عبادت کرنے والے جس عظیم الشان وجود نے اس گھر کو آباد کرنا تھا وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کا مطالبہ کیا گیا تھا اور جن الفاظ میں آپؑ نے دعا کی انہی الفاظ میں قبولیت کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یہ تھی کہ: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ (البقرة:130) اے ہمارے رب! وَابْعَثْ فِيْهِمْ ان لوگوں میں جن کو میں نے یہاں آباد کیا ہے ان میں وہ نبی مبعوث فرما، وہ نبی سے مراد وہ نبی جس کی خوشخبریاں اللہ تعالیٰ پہلے نبیوں کو دیتا آ رہا تھا۔ فرمایا اس گھر سے زیادہ اور کوئی گھر مستحق نہیں ہے جسے مَیں اور میرا بیٹا بنا رہے ہیں اور جو ایسی عظیم الشان قربانیوں کے ساتھ بنایا گیا ہے کہ تو یہاں وہ نبی مبعوث فرما۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے لئے چار دعائیں کیں کہ اس نبی کو یہ چار صفات عطا فرما يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وہ بنی نوع انسان پر تیری آیتیں تلاوت کرے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور کتاب کی تعلیم دے یعنی شریعت عطا کرے وَالْحِكْمَةَ اور اس شریعت کی ساتھ حکمتیں بھی بیان فرمائے۔ کوئی ایسا نہ ہو جو یہ کہے کہ مانو، نہیں تو جاؤ جہنم میں بلکہ دلوں کو بھی قائل کرے، دماغ کو بھی قائل کرے۔ وَيُزَكِّيْهِمْ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا جب یہ تین خبریں ہو جائیں گی تو تزکیہ نفس تو ایک لازمی حصہ ہے۔ جس قوم کو ایسا رسول ملے جو اللہ کی آیتیں تلاوت کرے، پھر اس کو تعلیم کتاب دے، پھر اس کی حکمتیں بتائے، اس کا تزکیہ تو ایک طبعی بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس دعا کو انہی الفاظ میں قبول فرمایا لیکن ایک فرق کے ساتھ اور وہ یہ کہ اس دعا کے الفاظ کی ترتیب بدل دی۔ اور یہ بتایا کہ بندہ کی سوچ اور ہوتی ہے اور خالق و مالک اور علیم و حکیم خدا کی سوچ اور ہوتی ہے۔ ایسا باریک فرق کر دیا ہے کہ اس سے دعا کی شان کو بڑھا دیا ہے۔ سورۃ جمعہ میں اس دعا کی قبولیت کا اعلان ملتا ہے۔ فرمایا هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الجمعة:3) دیکھو! ابراہیم کی دعا سنی گئی۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یہ وہی خدا ہے جس نے انہی لوگوں میں سے وہ رسول برپا کر دیا جس کے متعلق دعا کی گئی تھی يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وہ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، وَيُزَكِّيْهِمْ اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ یہاں تزکیہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے آخر پر رکھا تھا اللہ تعالیٰ اس کو پہلے لے آیا۔ پہلے پاک کرتا ہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة:3) پھر تعلیم کتاب دیتا ہے پھر ان کو حکمتیں بتاتا ہے۔

اگر آپ غور کریں تو اس میں اللہ تعالیٰ نے صرف ترتیب بدلنے سے حیرت انگیز اصلاح فرمائی ہے اور اسلام کی شان کی طرف بھی روشنی ڈال دی کہ کتنا عظیم الشان مذہب ہے جو اب ظاہر ہونے والا ہے۔ پہلے مذاہب کی انتہا ہوا کرتی تھی تزکیہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مذاہب کا جو دستور دیکھا تھا تاریخ ان کے سامنے کھلی تھی اس سے انہوں نے یہی سمجھا کہ انبیاء ہمیشہ پہلے تعلیم دیتے ہیں، حکمتیں سکھاتے ہیں پھر اس کے نتیجہ میں تزکیہ ہوتا ہے اور تزکیہ مقصود ہے یہ آخری خبر ہے۔ خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اب دنیا میں ایک اور مذہب آنے والا ہے یہ مُزکّیوں کو اٹھائے گا اور مزید بلند تر مقامات پر لے جائے گا۔ اس سکول میں داخل ہونے کے لئے ڈگری زیادہ اونچی ہونی چاہئے۔ جس طرح ابتدائی سکول میں پرائمری کے لئے اور قابلیت کی ضرورت ہوا کرتی ہے، ہائی سکول کے لئے اور ضرورت ہوتی ہے اور ڈگریوں کے لئے اور ضرورت ہوتی ہے۔

پس اس ترتیب نے مذہب اسلام کا مقام بہت بلند کر دیا۔ خدا نے فرمایا: نہیں، اب تو تزکیہ والے لوگ ہی یہاں داخل ہو سکیں گے، وہی فائدہ اٹھائیں گے۔ گندے اور ناپاک لوگوں کے لئے یہاں جگہ ہی کوئی نہیں۔ پہلے تزکیہ ہو گا پھر تم اس لائق ہو گے کہ اسلام کی باتیں سمجھو۔ تزکیہ کے بغیر نہ اس کی تعلیم سمجھ میں آنی ہے، نہ اس کی حکمتیں معلوم کر سکو گے اور بعینہٖ یہی وہ مضمون ہے جس سے قرآن کریم کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ کسی بندہ کا کلام نہیں۔ آیات کے درمیان اتنا گہرا اور اتنا مضبوط ربط ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ پہلے تو رسول کا تعارف تھا اب کتاب کا تعارف سنئے۔ فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ وہی کتاب ہے جس طرح فرمایا یہ وہی رسول ہے جس کے لئے دعا کی گئی تھی اسی طرح فرمایا یہ وہی کتاب ہے جس نے آنا تھا۔ لَارَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرة:3) لیکن یہ وہ ہدایت نہیں ہے جو غیر متقی کو بھی مل سکے۔ تزکیہ والے لوگ اور متقی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ فرمایا اس کتاب سے استفادہ کے لئے تقویٰ شرط ہے۔ یعنی پہلے تزکیہ نفس ہو پھر یہ کتاب آگے بڑھائے گی۔ اور جن کا دل پاک نہیں ہے، جو گندے لوگ ہیں ان کو اس کتاب سے کچھ بھی نہیں ملنا، وہ یہ سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ ان کا مقام وہ نہیں ہے، ان کی ڈگریاں اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو اس عظیم الشان کالج میں داخل کیا جائے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مکتب ہے۔

اس کے علاوہ شان محمد مصطفیٰ ﷺ ایک اور طرح بھی ظاہر فرمائی ہے۔ فرمایا یہ وہ رسول نہیں ہے جو یہ انتظار کرے گا کہ تعلیم دے اور پھر تمہارا تزکیہ کرے۔ اس میں عظیم الشان قوت قدسیہ ہے۔ اَن پڑھوں میں سے آیا اور انہی میں آیا، ان پڑھوں میں پیدا ہوا اور ان میں سے ایک تھا۔ یہاں سے بات شروع ہوئی ہے اور فرماتا ہے يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ تعلیم بھی دے گا کتاب بھی سکھائے گا مگر یہ تو لمبا عرصہ ہے اَن پڑھوں کو کہاں تک تعلیم دی جائے؟ کہاں تک ان کے تزکیہ کا انتظار کیا جائے؟ فرمایا یہ اتنا عظیم الشان رسول ہے اور ایسی عظیم الشان قوت قدسیہ ہے اس کی کہ اس کو ملنا، اس کو دیکھنا ہی پاک ہونے کے مترادف ہے اور پہلے پاک کرے گا پھر پڑھائے گا اور تعلیم دے گا۔

دوسرے معنوں میں اس کتاب والے مضمون کو ایک اور رنگ میں پیش فرمایا اور بتایا کہ یہ ایسا رسول ہے جو خود ہی کپڑوں کو دھوتا بھی ہے کیونکہ اس نے رنگ ڈالنا ہے۔ جس طرح ایک اچھا رنگریز ایسے رنگ کے متعلق جو ہر کپڑا پکڑ نہیں سکتا پہلے اس کے داغ صاف کرتا ہے۔ اس رنگ کو قبول کرنے کے لئے پہلے اسے اچھی طرح تیار کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ تمہیں جو رنگ دینے آئے ہیں وہ ہر کپڑے پر چڑھ نہیں سکتا لیکن اب تم مطالبہ کرو گے کہ ہم کیسے تیار ہوں تو فرمایا محمد مصطفیٰ ﷺ سے تعلق پیدا کر لو، یہ خود تمہیں صاف کرے گا، خود تیار کرے گا، وہ دلوں کو پاکیزگی بخشنے گا جس کے بعد پھر اسلام کی تعلیم سمجھ آ سکتی ہے اور اس کی حکمتیں سمجھ آ سکتی ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ شعر کہا جسے آپؐ کے شدید ترین دشمن بھی سنتے تھے تو سر دھنتے تھے اور بعض نے اپنی مساجد پر اس شعر کو لکھوایا کہ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہان محمدؐ

کہ اے محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کی دلیل ڈھونڈنے والے! کیا تم نے کبھی سورج کی دلیل بھی ڈھونڈی ہے؟ سورج تو اپنی صداقت کی دلیل آپ ہوا کرتا ہے۔ یہ تو ایسی سچائی اور پاکیزگی کا سورج چڑھ گیا ہے کہ پہلی مرتبہ دنیا میں یہ واقع ہوا ہے کہ یہ حسن کامل اپنی دلیل خود لے کر آیا ہے اس لئے تم اگر دلیل ڈھونڈتے ہو تو اس کے عاشق بن جاؤ اس کے سوا اور کوئی دلیل نہیں ہے۔ دنیا کا محبوب ظاہر ہو چکا ہے۔ محمدؐ ہست برہان محمدؐ (درثمین فارسی صفحہ ۱۴۱)۔ محمدؐ اپنی آپ دلیل ہے۔ سب سے زیادہ شاندار دلیل آپؐ کی صفات حسنہ ہیں، آپؐ کی قوت قدسیہ ہے اور وہ سب کو پاک کرتی ہے اور پھر انہیں الٰہی رنگ چڑھانے کے لئے تیار کرتی ہے۔ چنانچہ یہ دعا تھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک چھوٹے سے کھنڈر کے اوپر جس کو بڑی محنت سے آپؑ نے تلاش کیا الٰہی ہدایت کے مطابق، ورنہ وہ کھنڈر تلاش بھی نہیں ہونا تھا۔ آپؑ کوئی جغرافیہ دان نہیں تھے، کوئی کمپاس (Compas) آپؑ کے پاس نہیں تھی، خواب دیکھی اور بیوی بچے کو لے کر چل پڑے اور اس زمانہ میں سینکڑوں میل کا سفر اختیار کیا اور پھر ایک جگہ ساحل سمندر پر آپؑ نے اونٹ وغیرہ چھوڑے اور وہاں سے پھر پیدل نکلے ہیں اور واپس اس حال میں لوٹے ہیں کہ نہ بیوی ساتھ تھی نہ بچہ ساتھ تھا۔ ایک توکل تھا اللہ تعالیٰ پر اور یقین تھا کہ یہ وہ گھر ہے جو سب گھروں سے زیادہ شاندار بننے والا ہے۔

پس ظاہری تعمیر کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسی ایسی حکومتیں ہیں جو خدا کے گھر بنا رہی ہیں کہ ہمارے صد سالہ منصوبے پر جتنی رقم خرچ ہونی ہے اس سے کئی گنا زیادہ رقم وہ ایک مسجد کی تعمیر پر لگا دیتی ہیں یعنی ہمارا صد سالہ منصوبہ دس کروڑ کا تھا اور اس میں سے ابھی تک نصف کے قریب رقم وصول ہوئی ہے یعنی ساری جماعت کی غریبانہ کوششوں کا یہ حال ہے اور دوسری طرف یہاں اس ملک میں بھی ایسی مساجد عطیہ کے طور پر بنائی گئی ہیں جن کے اوپر ایک ارب روپے سے زیادہ لاگت اٹھ رہی ہے اور بعض کی کئی ارب روپے کی ڈیزائن ہو رہی ہیں۔ پس جہاں تک ظاہری شان و شوکت کا تعلق ہے ہم تو اس میدان کے کھلاڑی ہی نہیں ہیں، نہ اس سے ہمیں کوئی فرق پڑتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں دیکھو فلاں نے کتنی شاندار مسجد بنوائی ہے۔ ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے بہت شاندار بنوائی ہو گی لیکن ہمیں تو وہ شان چاہئے جس پر اللہ کے پیار کی نظر پڑے جسے خدا کے انبیاء کا دستور العمل شاندار قرار دے اور وہ شاندار عمارت تو جیسا کہ میں نے بتایا بڑی غریبانہ حالت میں تعمیر ہوئی تھی۔

دوسری طرف ایک اور عمارت تھی اگر یہ اوّل المساجد تھی تو وہ آخر المساجد کہلائی اور وہ مسجد نبویؐ تھی جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں تعمیر فرمائی اور اس مسجد کی شان بھی سن لیجئے کہ کیا تھی۔ گھاس پھوس کی چھت تھی، فرش پر کوئی ٹائل نہیں تھے کوئی پختہ اینٹیں نہیں تھیں۔ بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی تھی تو کیچڑ ہو جاتا تھا اور اس کیچڑ میں سجدہ کرتے وقت لوگوں کے ماتھے اور ناک کیچڑ سے لت پت ہو جاتے تھے لیکن وہ مسجد خدائی نظر میں جو شان رکھتی تھی کسی دوسری مسجد کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔

پس اول اور آخری دو مسجدیں ہمیں معلوم ہیں کہ جو ساری مساجد میں سب سے زیادہ شاندار ہیں اور میری دعا ہے کہ ہم ہمیشہ جب بھی مسجدیں بنائیں انہی مساجد کے نمونہ پر بنائیں، اسی طرح دعاؤں کے ساتھ اور گریہ وزاری کے ساتھ بنائیں اور بھول جائیں اس بات کو کہ ان کی ظاہری شان و شوکت دنیا کو پسند بھی آتی ہے یا نہیں۔ ہاں یہ دعا کریں کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی کہ اے خدا! ان میں پھر عبادت کرنے والے پیدا کرنا جو عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ چنانچہ بڑے درد کے ساتھ وہ خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! میں بتوں سے تو بہت بیزار ہوں، شرک نے دنیا میں ایک آفت ڈھا رکھی ہے۔ وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ مجھے اور میرے بیٹے کو تو شرک سے محفوظ رکھنا کسی قسم کے شرک میں ہم ملوث نہ ہوں۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اے خدا! بہت دنیا کو بتوں نے تباہ کیا ہے اور شرک نے ہلاک کر دیا ہے۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ پس اے خدا! جو میری پیروی کرے گا وہ تو شرک سے پاک رہے گا، وہ تو میرا ہے اور جو میری پیروی نہیں کرے گا اس کے سوا مسجدیں بنائے گا اور عبادت کے لئے بڑے بڑے گھر تعمیر کرے گا مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ لیکن اس کے متعلق بھی میں اتنا عرض کرتا ہوں فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تو غفور رحیم ہے ان کے لئے بھی بخشش کے سامان پیدا کرنا۔ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ کے الفاظ میں یہ دعا اپنے درد کے معراج کو پہنچتی ہے۔ کہتے ہیں اے خدا! اس گھر کی خاطر جو میں اور میرا بیٹا یہاں تعمیر کر رہے ہیں اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ میں نے اپنی ذریت کو یہاں آباد کیا جبکہ یہ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ تھی۔ یہاں گھاس کا ایک تنکا بھی نہیں اُگتا۔ ایسا بیابان علاقہ تھا عِنْدَ بَيْتِكَ

باقی صفحہ نمبر9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا ربّ ہے اور تمام مکانوں کا ربّ ہے اور تمام ملکوں کا وہی ربّ ہے۔ اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے تمام انعاموں کی طرح صفت ربوبیت سے بھی سب سے بڑھ کر فیض پانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت اقدس نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کی شان خاص طور پر جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔

اس زمانہ میں آپ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا فیض خاص طورپر ظاہر ہوا۔ حضور علیہ السلام کی زندگی کے بعض واقعات کا روح پرور تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز–فرمودہ 8/دسمبر 2006ء بمطابق 8/فتح 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ جو ربُّ العالمین ہے اُس کی صفت ربوبیت ایک تو عام ہے جس سے ہر انسان، چرند، پرند بلکہ زمین و آسمان کی ہر چیز اور ہر ذرّہ فیض پا رہا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”ربُّ العالمین کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی“۔ (کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 42 حاشیہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”اور یہ کہہ کر حقیقت سے ہمیں خبر دے دی کہ وہ ربُّ العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح ان سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے“۔ یعنی چاہے مادی جسم ہو، چاہے روح ہو، اس کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے۔ ”جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے اور تمام عالموں پر ہر وقت، ہردم اس کا سلسلۂ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کا جاری ہے“۔

(کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 41-42 حاشیہ)

تو یہ اللہ تعالیٰ کا ایک عام فیض ہے جو ہر چیز کے حصے میں آ رہا ہے یا ہر چیز اس سے فیض پا رہی ہے، حصہ لے رہی ہے، لیکن اس کی ربوبیت کا ایک امتیازی سلوک اُن لوگوں سے ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اور ان میں سب سے اوّل نمبر پر انبیاء علیہم السلام ہیں اور انبیاء میں سے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آج مَیں اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں کے بعض واقعات کا ذکر کروں گا جو اللہ تعالیٰ کے خاص سلوک کے حصہ دار بنے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے تمام انعاموں کی طرح صفت ربوبیت سے بھی سب سے بڑھ کر فیض پانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مَیں چند واقعات یہاں بیان کروں گا جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپؐ کی خواہشات اور ضرورتوں کو پورا فرمایا کرتا تھا اور نہ صرف براہ راست آپؐ بلکہ آپ کی وجہ سے آپ کے صحابہ بھی اُن انعاموں سے حصہ لیتے تھے جو صفت ربوبیت کے تحت اللہ تعالیٰ آپ پر فرماتا تھا۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پیدائش کے وقت سے، بلکہ اس سے بھی پہلے سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک روشن نشان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں کی شان دکھانے والا ہے جس کا بیان نہ کسی طرح سمیٹا جا سکتا ہے، نہ ختم ہو سکتا ہے۔ اس میں روحانی معجزات کے جلوے بھی ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا پتہ چلتا ہے اور ظاہری مادی معجزات بھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ اپنے پیارے کے ساتھ اپنی صفت کا اظہار فرمایا کرتا تھا۔

سب سے پہلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ربوبیت کے ایک عظیم روحانی جلوے کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”ربّ العالمین کی صفت نے کس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا۔ آپؐ نے عین ضعف میں پرورش پائی۔ کوئی موقع مدرسہ، مکتب نہ تھا جہاں آپؐ اپنے روحانی اور دینی قویٰ کو نشو و نما دے سکتے۔ کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقع ہی نہ ملا۔ نہ کسی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی۔ پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے قرآن شریف ایک ایسی نعمت آپؐ کو دی گئی جس کے علوم عالیہ اور حقّہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں۔ جو انسان ذرا سی سمجھ اور فکر کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھے گا اس کو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے“۔

(الحکم 17/اپریل 1900ء صفحہ 3۔بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 1 صفحہ 171)

تو دیکھ لیں جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم زندہ کتاب تھی، اُس وقت اور اُن حالات کے مطابق اُن لوگوں کے لئے نصیحت تھی، اُن کے سوالوں اور اُن کی ضروریات کو پورا کر رہی تھی، آج اِس زمانے میں جب انسان کے سامنے نئے نئے مضامین اور ایجادات ہیں تو اس بارے میں بھی یہ کتاب خبر دے رہی ہے اور یہ سب معجزے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کسی دنیاوی علم اور فلسفے کو جاننے والے کا کام نہیں ہے بلکہ اس ربّ العالمین کا کام ہے جس نے پہلے دن سے ہی آپؐ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ آپ کے اٹھنے بیٹھنے، آپؐ کے مزاج، آپ کی تربیت کی انفرادیت اس زمانے میں بھی ہر ایک کو نظر آتی تھی۔ یہ سب تربیت کسی اکیڈمی کی یا کسی ادارے کی یا کسی شخص کی مرہون منت نہیں تھی بلکہ یہ تربیت، یہ

سب ٹریننگ براہ راست اس ربّ العالمین کا کام تھا۔تو آپؐ کے اِن سب علوم کو نہ جاننے بلکہ پڑھنا تک نہ جاننے کی گواہی قرآن کریم نے دی ہے۔

پہلی وحی پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مَـااَنَـابِقَـارِیٍٔ کہ مَیں تو پڑھنا نہیں جانتا،تو فرشتے نے تین دفعہ اپنے ساتھ لگا کر بھینچا لیکن ہر دفعہ آپ کا یہی جواب ہوتا تھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اِقْـرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ(العلق:02) اپنے ربّ کا نام لے کر پڑھ جس نے سب اشیاء کو پیدا کیا ہے۔اور پھر دیکھیں اس ربّ نے ،جس نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے، آپؐ کے ذریعہ سے علوم و معرفت کے وہ خزانے ہم تک پہنچائے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔اور معترضین ،جن میں آج کے پوپ بھی شامل ہوگئے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ قرآن نے نیا کیا دیا؟ اس پہلی وحی میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ سے یہ اعلان فرما دیا تھا کہ ربّ کا تصور تو ہر مذہب میں ہے لیکن ہر مذہب نے اس میں بگاڑ پیدا کرلیا ہے اور اس ربّ کے تصور کو بگاڑنے کے بعد چھوٹے چھوٹے ربّ پیدا کر لئے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے ذریعہ سے ربّ کی پہچان کرو جس کی ہر بات کا آغاز ہی اپنے ربّ کے نام کے ساتھ ہوتا ہے جو خالصتاً میری پرورش میں پروان چڑھا ہے اور اس کے علوم و معرفت کے کمالات کا منبع بھی مَیں ہی ہوں۔لیکن جنہوں نے ظلم پر ہی کمر کس لی ہو اور جہالت اور بغض اور عناد ان کا شیوہ ہو ان کو کچھ نظر نہیں آتا کہ کیا نئی چیز دی۔قرآن نے پہلے ہی اس کا اعلان فرما دیا ہے کہ یہ جو تعلیم ہے ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ایسے لوگوں کو اس دشمنی کی وجہ سے قرآن کریم کے نشانات اور آیات بجائے فائدہ دینے کے اور اس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ان کو خسارے میں بڑھائیں گے۔پس یہ ان کی قسمت ہے۔

بہرحال ربوبیت کے اس عظیم اظہار کے ذکر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے جو نظارے ہمیں نظر آتے ہیں، اس کا مَیں ذکر کرتا ہوں۔جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ بیان تو کبھی ختم نہیں ہوسکتا تاہم چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

ایک سفر کا واقعہ ہے جس کے دوران ایک قافلے نے ایک جگہ پڑاؤ کیا لیکن سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے فجر کی نماز کے لئے وقت پر کسی کی آنکھ نہیں کھلی ،ساروں کی آنکھ دیر سے کھلی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے کوچ کرو، یہاں نہیں ٹھہرو۔پھر کچھ فاصلے پر جا کر وضو وغیرہ کر کے نماز پڑھی گئی۔اس کے بعد ایک صحابی نے پیاس کی شکایت کی کہ پیاس لگ رہی ہے ، وہاں پانی کی کمی تھی۔آپؐ نے اپنے دو ساتھیوں کو پانی لینے کے لئے بھیجا۔اس واقعہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا انتظام فرمائے جو اپنوں کے ایمان میں بھی اضافے کا باعث بنے اور غیر کو بھی حیران کر گئے۔یہ ایک لمبی حدیث ہے، پہلے حصے کو چھوڑ کر مَیں اتنا حصہ لیتا ہوں۔یہ لکھا ہے کہ لوگوں نے آپؐ کے پاس پیاس کی شکایت کی، آپؐ اترے اور کسی شخص کو آواز دی اور حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تم دونوں جاؤ اور پانی ڈھونڈ کر لاؤ۔اس پر وہ دونوں چل پڑے اور ایک عورت کو اپنے اونٹ پر سوار پانی کے دو مشکیزوں یا دو پکھالوں کے درمیان بیٹھے ہوئے دیکھا اور انہوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ تو اس نے کہا مَیں نے کل اس وقت وہاں پانی دیکھا تھا اور ہمارے آدمی اب پیچھے ہیں۔دونوں نے اس کو کہا کہ چلو۔اس نے پوچھا کہاں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس۔وہ عورت مسلمان نہیں تھی، کہنے لگی وہی جسے صابی کہتے ہیں۔انہوں نے کہا ہاں وہی ہے، بہرحال تم چلو۔اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور آپؐ کو سارا واقعہ بتایا۔حضرت عمرانؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو اس کے اونٹ سے نیچے اتارا اور نبی کریم ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور اس میں ان دو مشکیزوں کے دہانوں سے پانی ڈالا اور ان کے اوپر کے دہانوں کے منہ تسموں سے ،ڈوری سے بند کر دیئے جس طرح پہلے بند تھے اور نیچے کے دہانے چھوڑ دیئے اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ پانی لے لو، پیو بھی اور پلاؤ بھی، وہ کہتے ہیں جس نے جتنا چاہا پانی پیا اور پلایا۔

آگے اس کا بیان ہے اس پانی کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا تھا، اتنی فراوانی سے اس پانی کو خرچ کیا جا رہا تھا کہ وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ مَیں ایک دن کی مسافت سے پانی لے کے آئی ہوں پتہ نہیں اب میرے پانی کا کیا بنے گا۔لیکن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ان مشکیزوں سے لوگ ایسی حالت میں ہٹے کہ ہمیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُس وقت سے بھی زیادہ بھری ہوئی ہیں، یعنی جب وہ عورت پانی کی وہ مشکیں لے کر آ رہی تھی تو یہ سب پانی نکالنے کے بعد بھی بجائے اس کے کہ اس کی پانی کی مشکیں خالی ہوتیں دیکھنے والے کہتے ہیں کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ بھری ہوئی تھیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے لئے کچھ اکٹھا کرو۔کہتے ہیں کہ اس کے لئے خشک کھجوریں اور کچھ آٹا اور کچھ ستو وغیرہ اکٹھے کئے گئے یہاں تک کہ اس کے لئے بہت ساری خوراک جمع ہوگئی۔ اس عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کیا اور ایک کپڑے میں ڈال کر وہ کپڑا اس کے سامنے رکھ دیا۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی ہو ہم نے تمہارے پانی سے کچھ بھی کم نہیں کیا لیکن اللہ ہی ہے جس نے ہمیں پلایا۔اس کے بعد وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی اور کسی نے اس سے پوچھا کہ اے فلانی تجھے کس چیز نے روکا تھا؟ کہنے لگی عجیب بات ہوئی ہے۔مجھے دو آدمی ملے اور مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جس کو صابی کہتے ہیں اور اس نے اللہ کی قسم ایسا ایسا کیا اور وہ اِس اور اُس یعنی اس نے زمین وآسمان کی طرف اشارہ کیا، کے درمیان تمام لوگوں سے بڑھ کر جادوگر ہے۔

تو دیکھیں اس بیابان میں جہاں دُور دُور تک پانی کا نشان نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو بھیج کر ان سب کے لئے پانی کا انتظام فرمایا۔تو یہ ہے اسلام کا ربّ جو حاجت کو پورا کرتا ہے۔پیاسوں کی پیاس بجھائی۔بظاہر اس عورت کو ایک ذریعہ بنایا تھا کہ قانون قدرت بھی استعمال ہو لیکن اس پانی میں اتنی برکت ڈالی کہ اس کے پانی کے مشکیزوں میں کمی کا کیا سوال ہے، پانی پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گیا جس نے اس عورت کو بھی حیران کر دیا۔آنحضرت ﷺ نے اس عورت کو بتا دیا کہ یہ نہ سمجھو کہ ہمیں پانی مہیا کرنے والی تم ہو، نہ یہ سمجھو کہ ہم نے ظلم سے تمہارا پانی چھین لیا ہے۔یہ ایک ظاہری ذریعہ تھا جس کو ایک مومن انسان کو استعمال کرنا چاہئے ورنہ ہمیں پالنے والا اور ہماری ضروریات کو پورا کرنے والا ہمارا ربّ ہے جس نے ہمیں بھی پانی پلایا اور تمہیں بھی کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی۔اس نے اس بات پر حیران ہو کر اپنے گھر والوں کو بتا دیا تھا کہ وہ ایک بہت بڑا جادوگر ہے لیکن اس کو کیا پتہ تھا کہ یہ جادو نہیں، یہ تو ربّ محمد ﷺ کا اپنے بندے اور اس کے ساتھیوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنی ربوبیت کا اظہار تھا۔

اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندے میری صفات کا رنگ اختیار کریں اور آنحضرت ﷺ سے زیادہ کون اس میں رنگین ہوسکتا تھا۔آپؐ نے اس عورت کے پانی میں کمی نہ ہونے کے باوجود بلکہ زیادتی کے باوجود اس کی اس خدمت کی وجہ سے اس کے لئے کھانے کا سامان جمع کروایا جو اس کے اونٹ پر لاد دیا۔یہ بھی احسان تھا جو صفت ربوبیت کی وجہ سے ہی آپؐ نے کیا تھا۔تو یہ عورت اُن مسلمانوں کو پانی پلا کر یا آنحضرت ﷺ کو پانی پلا کر اللہ تعالیٰ کے احسان سے بھی حصہ لے گئی کہ پانی میں کوئی کمی نہ ہوئی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان سے بھی حصہ لے گئی۔

پھر ایک واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جس کو مختلف صفات کے ساتھ، مختلف رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اظہار ہے۔جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ ربّ کا ایک مطلب غریب کی بھوک ختم کرنے والے کا بھی ہے۔اس واقعہ کی تفصیل ہم ابوہریرہؓ سے ہی سنتے ہیں۔آپؓ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ابتدائی ایّام میں بھوک کی وجہ سے مَیں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا یا زمین سے لگاتا تاکہ کچھ سہارا ملے۔ایک دن میں ایسی جگہ پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے۔میرے پاس سے حضرت ابوبکرؓ گزرے۔مَیں نے ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔میری غرض تھی کہ مجھے کھانا کھلائیں گے مگر وہ آیت کا مطلب بیان کر کے گزر گئے۔پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا وہ بھی اسی طرح گزر گئے۔ کہتے ہیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ گزرے تو آپؐ سے بھی اس آیت کا مطلب پوچھا۔آپ نے تبسم فرمایا۔میری حالت دیکھی، مسکرائے اور میرے دل کی کیفیت کو بھانپ لیا۔آپؐ نے بڑے مشفقانہ انداز میں فرمایا کہ اے ابوہریرہ! مَیں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں۔آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ۔مَیں آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا۔جب آپ ﷺ گھر پہنچے اور اندر جانے لگے تو کہتے ہیں مَیں نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی۔آنحضرت ﷺ نے اجازت دے دی۔آپؐ کی اجازت سے اندر چلا گیا۔آپ اندر گئے تو دیکھا کہ وہاں دُودھ کا ایک پیالہ پڑا ہوا ہے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ دُودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں شخص یا فلاں عورت تحفہ دے گئی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ! کہتے ہیں مَیں نے کہا یارسول اللہ! مَیں حاضر ہوں۔آپؐ نے فرمایا سب صُفّہ میں رہنے والوں کو بلا لاؤ۔یہ لوگ اسلام کے مہمان تھے اور ان کا نہ کوئی گھر بار تھا نہ کاروبار۔جب حضور ﷺ کے پاس صدقے کا مال آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود کچھ نہ کھاتے اور اگر کہیں سے تحفہ آتا تو آپ ﷺ صُفّہ والوں کے پاس بھی بھیجتے اور خود بھی کھاتے۔تو بہرحال کہتے ہیں حضور ﷺ کا فرمان کہ مَیں ان کو بلا لاؤں، مجھے بڑا ناگوار گزرا، ایک پیالہ دودھ کا ہے اور یہ سارے آجائیں گے تو یہ کس کس کے کام آئے گا۔مَیں سب سے زیادہ ضرورت مند ہوں تاکہ پی کر مجھے کچھ طاقت ملے۔لیکن بہرحال حضور کا ارشاد تھا تو میں بلا لایا۔پھر کہتے ہیں کہ سب لوگ آگئے اور اپنی اپنی جگہ پر جب بیٹھ گئے تو حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ باری باری یہ پیالہ سب کو پکڑاتے جاؤ۔کہتے ہیں تب مَیں نے دل میں خیال کیا کہ اب تو یہ دودھ مجھے نہیں مل سکتا۔بہرحال کہتے ہیں مَیں پیالے کو ہر آدمی کے پاس لے جاتا رہا، سارے اچھی طرح سیر ہو کر پیتے رہے، آخر میں پیالہ آنحضرت ﷺ کو دیا تو آپؐ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کے فرمایا کہ اباھرّ! مَیں نے کہا یارسول اللہ۔آپ نے فرمایا اب تو صرف ہم دونوں رہ گئے ہیں۔مَیں نے کہا حضور ٹھیک ہے۔اس پر آپ نے فرمایا کہ بیٹھو اور خوب پیو، جب مَیں نے بس کیا تو فرمایا ابوہریرہ اور پیو۔مَیں پھر پینے لگا۔جب مَیں پیالے سے منہ ہٹاتا تو آپ فرماتے ابوہریرہ اور پیو، جب اچھی طرح سیر ہوگیا تو عرض کیا کہ جس ذات نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اس کی قسم اب تو بالکل گنجائش نہیں۔چنانچہ مَیں نے پیالہ آپ کو دے دیا۔آپؐ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر بسم اللہ پڑھ کر دُودھ نوش فرمایا۔

(بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه وتخليهم من الدنيا)

تو یہ ہے ربّ، جو ربّ العالمین بھی ہے جس نے ظاہری اسباب کے قانون کے تحت ایک دودھ کا

پیالہ مہیا فرمایا اور پھر اس میں اتنی برکت ڈالی کہ وہ کئی بھوکوں کی بھوک ختم کرنے کے کام آ گیا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سحری کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو سحری کے بغیر روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کون میری مانند ہے، میرا ربّ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ بعض مواقع ایسے آتے ہوں گے کہ بھوک کا احساس اس طرح نہیں ہوتا۔ مگر جب لوگ سحری کے بغیر روزے سے باز نہ آئے تو آپ نے ایک دن ان کے ساتھ سحری کے بغیر روزہ رکھا، پھر ایک اور روزہ رکھا، پھر جب لوگوں نے چاند دیکھا تو حضورؐ نے فرمایا اگر چاند نظر نہ آتا تو مَیں کئی دن تک تمہارے لئے اسی طرح روزہ رکھتا جاتا۔ گویا ان لوگوں کے باز نہ آنے کی وجہ سے سزا کے طور پر اور یہ بتانے کے لئے فرمایا کہ تمہاری استعدادیں میرے برابر نہیں ہوسکتیں، مَیں تو اللہ کا نبی ہوں۔

(بخاری کتاب الصوم باب التفکیل لمن اکثرالوصال)

اس زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے غلام صادق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھ ماہ مسلسل روزے رکھے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ ایک دفعہ ایّام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے‘‘۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا جو نور ہے اس سے حصہ پانے کے لئے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے روزے رکھنا بھی سنت نبوی ہے، انبیاء کی سنت ہے۔ ’’ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مَیں یہ سنت اہل بیت اور رسالت کو بجالاؤں‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ اس دوران مجھ پر عجیب عجیب مکاشفات کھلے۔ کئی سابقہ انبیاء اور اولیاء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ عین بیداری کی حالت میں آنحضرت ﷺ، حضرت حسینؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو دیکھا‘‘۔ پھر فرماتے ہیں کہ ’’ جب مَیں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تو ایک طائفہ، ایک وفد انبیاء کا مجھے ملا اور انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل‘‘۔ تو فرماتے ہیں کہ ’’ جب اس طرح انسان اپنے آپ کو خدا کی راہ میں مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے‘‘۔ تو اس طرح اپنے بندے کا خیال کرنا بھی صفت ربّ کا ہی فیض ہے۔ بہرحال انبیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علیحدہ سلوک ہے، اس کا سب سے زیادہ اظہار آنحضرت ﷺ کی ذات میں ہوا اور پھر ہر ایک کے ساتھ اپنے اپنے لحاظ سے ہوتا ہے۔

اِن روزوں کے دنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی خوراک چند لقمے تھے بلکہ لکھا ہے کہ چند تولے خوراک ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے آقا کی غلامی میں آپ کو یہ جلوہ دکھا رہا تھا لیکن ہر کوئی یہ نہیں کرسکتا۔ عام مسلمانوں کے لئے تکلیف مالا یطاق تھی، طاقت سے باہر تھی اس لئے آنحضرت ﷺ نے بغیر سحری کھانے کے روزہ رکھنے سے خود ہی روکا تھا۔

پھر ایک واقعہ جو معجزے میں بیان کیا جاتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے تحت ہی ہے۔ جب جنگ میں بھوکوں کو کھانا کھلایا اور ایک ہزار صحابہؓ نے کھانا کھایا۔ جنگ خندق کے موقع پر جب ایک صحابی نے گھر جا کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ مَیں نے آنحضرت ﷺ کی حالت دیکھی ہے۔ بھوک سے بہت تکلیف والی حالت تھی میرے سے برداشت نہیں ہوسکی۔ تو اس نے کہا کہ چھوٹی سی بکری ہے اور کچھ تھوڑا سا آٹا ہے۔ تو انہوں نے بکری ذبح کر کے دی کہ اس کو پکاؤ اور آٹا گوندھو مَیں بُلا کے لاتا ہوں۔ ان کا نام جابر تھا۔ کہتے ہیں مَیں گیا اور بڑی آہستگی سے تا کہ کوئی اور نہ سن لے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے پاس کچھ گوشت اور جَو کا آٹا ہے، ان کے پکانے کے لئے میں اپنی بیوی سے کہہ آیا ہوں، آپ اپنے چند اصحاب کے ساتھ تشریف لے چلیں اور کھانا کھا لیں۔ حضور ﷺ نے پہلے اردگرد دیکھا اور آواز دی کہ سب انصار اور مہاجرین میرے ساتھ چلو، کھانا کھالو، جابر نے ہماری دعوت کی ہے۔ تو کہتے ہیں اس پر تقریباً ایک ہزار لوگ جن کا فاقے سے برا حال تھا، وہ صحابی آپؐ کے ساتھ ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اپنی بیوی سے کہنا کہ جب تک مَیں نہ آ جاؤں ہانڈی چولہے سے نہیں اتارنی اور روٹیاں بھی پکانی شروع نہیں کرنی۔ انہوں نے اپنی بیوی کو جا کے اطلاع کی تو انہوں نے کہا اب کیا ہوگا؟ لیکن آنحضرت ﷺ نے وہاں پہنچتے ہی بڑے اطمینان سے جہاں کھانا پک رہا تھا ہانڈی اور آٹے پر دعا فرمائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ روٹیاں پکانی شروع کردو اور اس کے بعد آپؐ نے آہستہ آہستہ کھانا تقسیم کرنا شروع کردیا۔ جابر کہتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس کھانے میں سب لوگ سیر ہو کر اٹھ گئے اور ابھی ہماری ہنڈیا اُسی طرح ابل رہی تھی اور آٹا اسی طرح پک رہا تھا۔

(بخاری کتاب المغازی حالات غزوہ احزاب وفتح الباری جلد 7 صفحہ 304-307)

تو اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب سلوک ہے، ظاہری سامان تو پیدا فرمائے لیکن جیسا کہ صفت ربّ کے یہ معنے ہیں کہ بھوکے کو کھانا کھلانا، ضرورت پوری کرنا، حاجتیں پوری کرنا وہ اس ذریعہ سے، معمولی سی دنیاوی مدد کے ساتھ اپنے جلوے دکھاتا گیا۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا ہے اللہ تعالیٰ کا بندوں کو یہ بھی حکم ہے کہ تم میرے رنگ میں رنگین ہو۔ میری صفات اپنانے کی کوشش کرو اور اللہ کے بندے ایک دوسرے کا بھی خیال رکھیں۔ اس سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ خدا کی ربوبیت یعنی نوع انسان اور غیر انسان کا مربی بننا اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا یہ ایک ایسا امر ہے اگر ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرلے تا کہ اپنے محبّ کے رنگ میں آ جائے‘‘۔

(اشتہار واجب الاظہار۔ مورخہ 4/نومبر 1900ء۔ مشمولہ تریاق القلوب۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 186)

یہاں جو حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ انسان اور غیر انسان کا مربی بننا اور اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا یہ انسان کا کام ہے۔ یہاں مربی سے مراد صرف تربیت کرنے والا نہیں جو عام معنے رائج ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سرپرست اور پرورش کرنے والا بننا۔ تو یہ فہم و ادراک کہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونا ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کا نمونہ بننا ہے صحابہ میں بہت زیادہ تھا اور ہر ایک اپنے اپنے علم کے مطابق اس پر عمل کیا کرتا تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے عزیزوں کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔ اس میں ایک مسطح بن اثاثہ بھی تھا۔ جب اِفک کا واقعہ ہوا تو اس نے بھی حضرت عائشہؓ کے متعلق غلط باتیں کیں۔ لوگوں میں وہ باتیں پھیلائیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی وحی کے بعد حضرت عائشہؓ کی بریت ثابت ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ اب مَیں کبھی بھی اس کی مدد نہیں کروں گا۔ جب قسم کھالی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی کہ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْآ اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَاللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (النور: 23) اور تم میں سے صاحبِ فضیلت اور صاحبِ توفیق اپنے قریبیوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔ پس چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد پھر وظیفہ جاری فرما دیا اور یہ عہد کیا کہ مَیں وظیفہ کبھی بند نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا نمونہ اور فوری ردّعمل اور اس کی تعلیم کا یہ عرفان ہے کہ فوری طور پر اُس قسم کو توڑ دیا جس کا توڑنا کوئی گناہ نہیں۔ جو قسم اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کھائی جائے اس کو توڑنا جائز اور ضروری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اُس کی ربوبیت کے تحت جو تمہارے ساتھ سلوک ہو رہا ہے، انسانوں سے سلوک ہو رہا ہے، جس میں رحم بھی ہے بخشش بھی ہے اور بہت سے دوسرے فیض بھی ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے لئے تمہیں بھی ان کو اختیار کرنا چاہئے اور کسی بھی چیز کے خلاف دلوں میں کینے پیدا نہیں ہونے چاہئیں۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ فلاں آدمی ایسا ہے، فلاں عہدیدار کے ساتھ صحیح تعلقات نہیں ہیں یا فلاں بات فلاں کو غلط کہہ دی ہے تو اس کو اگر ضرورت بھی ہے تو اس کی مدد نہیں کرنی۔ اس کی ضرورت پوری کرنا، اس کی مدد کرنا، اس کی بھوک مٹانا ایک علیحدہ چیز ہے اور انتظامی معاملات اور ان پہ ایکشن (Action) لینا ایک علیحدہ چیز ہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اختیار کرنے کے بعد یا ایسا کام کرنے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کی صفت بھی ہے ایک بندہ، بندہ ہی رہتا ہے اور ربّ کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔ بعض دفعہ بعض لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ ہم جن کی ضروریات پوری کررہے ہیں شاید ان کے ربّ بن گئے ہیں۔ وہ بہرحال بندہ ہے پس ایک تو یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نرمی کا سلوک کرنا چاہئے، دوسرے آپ نے اس حد تک احتیاط کی کہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے غلام کو بھی عَبْدِیْ یعنی اے میرے بندے، کہہ کر نہ پکارے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو بلکہ یہ کہے کہ اے میرے غلام اور نہ ہی کوئی غلام اپنے مالک کو رَبِّیْ

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

یعنی میرے ربّ کہے بلکہ وہ سیّدی یعنی اے میرے آقا کہہ کر پکارے۔
(صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب حکم الطلاق لفظة العبد والامة)

تو مُربّی بن کر، سرپرست بن کر، کسی کے مالک بن کر اس کو پالنے کی ذمہ داری ادا کرنے کے بعد بھی بندہ بندہ ہی رہتا ہے اور ربّ، ربّ ہے، اس کی صفات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ انسان کا دائرہ محدود ہے تو یہ ساری احتیاطیں بھی انسان کے ذہن میں ہونی چاہئیں۔

جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں بھی ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ کی امت میں سے مسیح و مہدی عطا فرمایا جس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا، ربّ العالمین کا فہم و ادراک عطا فرما کر پہلوں سے ملایا، جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ قرار دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ربوبیت کو ختم نہیں کر دیا بلکہ یہ سلسلہ جاری ہے اور آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کی صفات کی پہچان اور اس کے ادراک کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا ادراک حاصل ہوا وہاں ہمارے پیارے ربّ کے آپ کے ساتھ سلوک کے نظارے بھی نظر آتے ہیں۔ جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی پہچان کروانے کے لئے آنا ضروری تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں‘‘۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے‘‘ فرمایا: ’’نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے‘‘۔ اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقت اس کے ذریعہ سے دکھاتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو اسی آیت سے شروع کیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جابجا اس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ (فاطر:25) کہ کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ ربّ العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا ربّ ہے اور تمام زمانوں کا ربّ ہے اور تمام مکانوں کا ربّ ہے اور تمام ملکوں کا وہی ربّ ہے اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اُسی سے ہے اور اُسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقع نہ ملے اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا۔ یا فلاں قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی تا وہ اس سے ہدایت پاویں مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا مگر ہمارے زمانہ میں مخفی رہا۔ پس اس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دفع کر دیا۔ اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا‘‘۔ (پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 441-442)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

پرانے زمانے میں انبیاء اپنی اپنی قوموں کے لئے آتے رہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد جب آپ کو تمام دنیا کے لئے رحمة للعالمین بنا کر بھیجا تو تمام دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دیا اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس طرح آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے، تمام نبیوں کے جامع تھے اب مَیں خاتم الخلفاء ہوں اور اس زمانے میں تمام دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اب ہمارا کام ہے کہ یہ پیغام ہر شخص تک پہنچائیں تا کہ کسی کو یہ احساس نہ رہے یا اس علم سے محروم نہ رہے کہ اس زمانے میں ہماری اصلاح کے لئے کوئی نبی نہیں آیا۔ ہم خوش قسمت ہیں جنہوں نے اس زمانے کے امام کو جو نبی اللہ ہے مان کر اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا فہم و ادراک حاصل کیا۔ پس اس میں بڑھنا اور مزید فیض اٹھانے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا کام ہے۔

صفتِ ربوبیت کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے اللہ تعالیٰ کا جو سلوک تھا اب میں اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابتدا سے ہی دنیاداری سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لئے کوئی دنیاداری کا کام نہیں کرتے تھے بلکہ قرآن میں ہر وقت غور کرنا اور اس میں غرق رہنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف لَو لگائے رکھنا آپ کا کام تھا اس لئے دنیاوی ضروریات کے لئے اپنے والد صاحب پر آپ کا بڑا انحصار تھا۔ جب آپ کے والد صاحب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی تو جو ایک ظاہری انسانی بشری تقاضا ہوتا ہے اس کے تحت آپ کو فکر ہوئی جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جلشانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے‘‘ اس الہام کو مَیں نے یہاں نہیں بتایا، بہرحال ایک الہام ہوا تھا کہ وفات کا وقت قریب ہے ’’تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئے گا۔ تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں یہ دھنس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزّوجلّ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا‘‘۔

(کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 194-195 حاشیہ)

ایک الہامی دعا کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’پہلے اس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کی زبان پر یہ دعا جاری کی تھی کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُبَارَکًا حَیْثُمَا کُنْتُ یعنی اے میرے ربّ مجھے ایسا مبارک کر کہ ہر جگہ مَیں بودوباش کروں برکت میرے ساتھ رہے۔ پھر خدا نے اپنے لطف و احسان سے وہی دعا کہ جو آپ ہی فرمائی تھی قبول فرمائی‘‘۔ پہلے دعا سکھائی پھر قبول فرمائی۔ ’’اور یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اوّل آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا کہ یہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 621 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

اس طرح کے بے شمار الہامات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعائیں سکھائیں اور پھر انہیں قبول فرمایا۔ تو جہاں یہ قبولیت دعا کے نشانات ہیں ربوبیت کے جلوے کا بھی اظہار ہے۔ ایک دو اور مثالیں مَیں دے دیتا ہوں۔

ایک الہام ہے ’’رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ ھٰذَا۔ اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی‘‘ کہ اے خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور میں کسی قدر تاخیر کر دے۔

تو اگلا حصہ ہے اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی کہ خدا نمونہ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقررہ تک تاخیر کر دے گا۔ (تذکرہ صفحہ 556-557)

پھر ہے کہ رَبِّ اَخْرِجْنِیْ مِنَ النَّارِ کہ اے میرے رب مجھے آگ سے نکال۔

اور اگلا حصہ پھر الہام ہوتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ النَّارِ کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے آگ سے نکالا۔ (تذکرہ صفحہ 612)

یہاں بھی پہلے دعا سکھائی پھر قبولیت کا نشان۔

پھر ایک دعا ہے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّۃَ اے میرے رب مجھے اپنے وہ انوار دکھا جو محیطِ کُل ہوں۔ اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ کہ مَیں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔ (تذکرہ صفحہ 534) یہاں بھی وہی اظہار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’کچھ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں یک دفعہ کیا دیکھتا

ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہوگیا ہے۔ مَیں حیران ہوا کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری رائے ٹھہری کہ خداتعالیٰ کے فرشتے نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا کہ اِنِّیْ مُرْسِلٌ اِلَیْکُمْ ھَدِیَّۃً کہ مَیں تمہاری طرف بھیجتا ہوں اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہ تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب ایک فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے اور اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ دیا۔

(ازمکتوب 6/مارچ 1895ء بنام سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی۔ مکتوبات احمدیہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 3 بحوالہ تذکرہ صفحہ 225-226)

چنانچہ تصدیق ہوگئی اور الہام پورا ہوگیا۔

فرماتے ہیں کہ ”18 برس سے ایک یہ پیشگوئی ہے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسْبَ ترجمہ: وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا..........“۔

فرماتے ہیں: ”اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے“۔ حضرت امّاں جان سے جب دوسری شادی ہوئی تھی یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ ”اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی......اور جیسا کہ لکھا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہوگئی......“۔

فرماتے ہیں: ”سو چونکہ خداتعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خداتعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے“۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 273-275)

تو دیکھیں کہاں وہ وقت کہ والد صاحب کی وفات کا سن کر آپؑ کو فکر ہو رہی ہے کہ ضرورت کی چیزیں اب کس طرح میسر ہوں گی اور کہاں اللہ تعالیٰ کی تسلی کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ جب یہ کہہ دیا تو اس تسلی کے بعد اس ربّ العالمین نے تمام جہان کی مدد کے لئے آپؑ کے خاندان کی بنیاد ڈالی ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ اس خاندان کی بنیاد جس نے تمام جہان کی مدد کرنی ہے۔ تو یہ ہے وہ ربّ جس نے ہمیں اپنا چہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل مَیں ہی تمہاری پرورش کرتا ہوں۔ جب خداتعالیٰ کی پرورش نہ ہو تو کوئی پرورش نہیں کرسکتا۔ دیکھو جب خداتعالیٰ کسی کو بیمار ڈال دیتا ہے تو بعض دفعہ طبیب کتنا ہی زور لگاتے ہیں مگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ طاعون کے مرض کی طرف غور کرو۔ سب ڈاکٹر زور لگا چکے مگر یہ مرض دفع نہ ہوا۔ اصل یہ ہے کہ سب بھلائیاں اسی کی طرف سے ہیں اور وہی ہے کہ جو تمام بدیوں کو دور کرتا ہے۔

پھر فرماتا ہے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن (الفاتحہ:2) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام پرورشیں، تمام جہان پر اسی کی ہیں“۔ (البدر نمبر 24 جلد 2 صفحہ 186۔ مورخہ 3/جولائی 1903۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 349 جدید ایڈیشن)

آخر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا پڑھتا ہوں جس کا ذکر حدیث میں یوں ملتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرب کے وقت میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو سب سے بڑا اور بردبار ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو عرش عظیم کا ربّ ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو آسمانوں اور زمین کو پالنے والا ہے اور عرش کریم کا ربّ ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الکرب)

اصل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ کی ذات اور رب العالمین کے سامنے جھکنا ہی تھا۔ ہوسکتا ہے کہ روایت کرنے والے نے بعض خاص حالات میں زیادہ شدت سے آپ کو کسی وقت یہ دعا کرتے دیکھا ہو اور اس کا اظہار ہوا ہو۔ تو بہرحال یہ ایک جامع دعا ہے جو ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ربّ کی صحیح پہچان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: اقتباس خطبہ جمعہ
از صفحہ نمبر 4

الْمُحَرَّم میں نے ڈھونڈا وہ گھر کون سا ہے جو تیری خاطر بنایا گیا تھا اور وہاں میں نے اس کو آباد کیا۔ کیوں آباد کیا؟ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوْا الصَّلٰوۃ اے خدا اس لئے آباد کیا کہ تیری عبادت کی جائے فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْن۔ پس تو اب لوگوں کے دل بھی مائل کر دینا۔ یہ زمین تو کچھ نہیں اگاتی لیکن ساری زمینیں تیری ہیں جو اگاتی ہیں۔ تو اگر چاہے تو سب کے پھل دوڑتے ہوئے اس کی طرف چلے آئیں۔ پس دنیا کی زمینیں جو پھل اگائیں گی میری دعا یہ ہے کہ اس زمین کی طرف ان کا رخ پھیر دینا اور یہاں رہنے والوں کو یہ شکوہ نہ رہے کہ انہیں بِوَادٍ غَیْرِذِیْ زَرْع میں آباد کیا گیا تھا۔ اور اے خدا! اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِن میں نے بہت بڑے دعوے کئے ہیں کہ یہ سب کچھ تیری خاطر کر رہا ہوں لیکن یہ بھی جانتا ہوں کہ بعض ایسی باتیں بھی ہیں جو مجھے نہیں معلوم اپنے دل کی اور تو ان کو بھی جانتا ہے اس لئے انسانی دعوے کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ آخر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو عاجزانہ بات کی ہے وہیں جا کر تان ٹوٹتی ہے کہ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِن تو جانتا ہے کہ ہم جسے چھپائے ہوئے ہیں اور جسے ظاہر کر رہے ہیں وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآء اور اللہ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

پس جماعت احمدیہ کو ان دو مساجد سے جن کا میں نے ذکر کیا ہے یعنی اَوَّلَ بَیْتٍ اور اٰخِرُ الْمَسَاجِد سے سبق لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مساجد محض عبادت کی خاطر تعمیر کی گئی تھیں۔ اگر ہم ساری دنیا میں مساجد آباد کرنے کا پروگرام بنالیں، اگر خدا ہمیں توفیق دے کہ براعظم آسٹریلیا کا کیا سوال ہے ہر ہر شہر اور ہر ہر بستی میں مساجد بنائیں لیکن اگر مساجد بنانے والوں کے دل تقویٰ سے خالی ہوں اور وہ خود خدا کے گھروں کو آباد کرنے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں، اگر ان کے اندر وہ ابراہیمی صفت نہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کا رنگ نہ ہو، وہ خالص نیتیں نہ ہوں جو اللہ کے لئے خالص ہو جایا کرتی ہیں، وہ زینتیں نہ ہوں جو زینتیں لے کر متقی خدا کے گھروں تک پہنچا کرتے ہیں پھر ان گھروں کی تعمیر کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ سارے سفر بے کار ہیں اور یہ سارے پیسے ضائع کئے جا رہے ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں اس لئے **جماعت احمدیہ ہر دفعہ جب کوئی مسجد بناتی ہے تو ایک نئے عزم کے ساتھ ہمیں عبادت پر قائم ہو جانا چاہئے۔** میں اس یقین کے ساتھ ملک سے باہر جاؤں کہ جماعت احمدیہ میں جو پہلے عبادت میں کمزور تھے اب وہ عبادت میں اور زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں اور جو پہلے عبادت کرتے تھے وہ پہلے سے بھی بڑھ کر عبادت کا حق ادا کرنے لگے ہیں۔ مجھے وہاں یہ محسوس ہو کہ جماعت اپنی عبادت میں اس طرح ترقی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیار اور رحم کی نظریں ہم پر پڑ رہی ہیں۔ آپ کی عبادت ہی ہے جس نے اس پروگرام کو رونق بخشی ہے، آپ کی عبادت ہی ہے جو اس پروگرام میں خلوص اور سچائی بھر دے گی ورنہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے دنیا تو اس سے بہت بڑی بڑی مسجدیں بنا رہی ہے ان کے مقابل پر ہماری مسجد کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ آپ خلوص نیت کے ساتھ عبادت پر قائم ہو جائیں، عبادت کا حق ادا کرنا سیکھ لیں اپنی بیوی اور بچوں کو نمازیں پڑھائیں اور سمجھ کر نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیار اور محبت پیدا کریں پھر دیکھیں کہ جس طرح اس پہلے گھر کی طرف لوگوں کے دل مائل ہو گئے تھے اسی طرح خدا کے اس نئے گھر کی طرف اہل آسٹریلیا کے دل مائل ہو جائیں گے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کو اس گھر میں آنے سے روک نہیں سکے گی اور وہ ویرانہ یعنی آسٹریلیا جو روحانی لحاظ سے ویران پڑا ہوا ہے وہاں خدا کی عبادت کی خاطر ہم جو گھر بنانے والے ہیں اس کی مثال بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس گھر سے ملتی جلتی ہے، وہ ظاہری طور پر بھی ویران جگہ تھی اور روحانی طور پر بھی لیکن آسٹریلیا روحانی طور پر کلیۃً ویران ہے اس لئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیکی اور خلوص اور ہماری عبادت کی سچی روح کو قبول فرمائے اور کثرت کے ساتھ دلوں کو اس گھر کی طرف مائل کر دے جو ہم وہاں بنانے لگے ہیں اور یہ گھر ایک نہ رہے بلکہ اس گھر کے نتیجہ میں پھر وہاں ہزاروں لاکھوں کروڑوں گھر بنیں اور ہر گھر خدا کی عبادت سے بھرتا چلا جائے۔ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے، یہی ہماری جنت ہے، اللہ تعالیٰ کی یہی وہ رضا ہے جو ہمیں نصیب ہو جائے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم دنیا میں کامیاب ہو گئے اور ہماری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا“۔

❁❁❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ **25** رنومبر **2006**ءکو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم محمد ابراہیم صاحب وڑائچ (آف ربوہ)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم محمد ابراہیم صاحب وڑائچ جلسہ سالانہ انگلستان پر آئے تھے اور یہاں اپنے بیٹے کے پاس رہائش پذیر تھے اور 23 نومبر کو واپسی کا پروگرام تھا کہ 21 رنومبر 2006 کو اچانک ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ نہایت نیک دعا گو اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی میت ربوہ لے جائی جائے گی اور وہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوگی۔ انشاء اللہ

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم محمد کویا صاحب (آف کیرلہ۔ انڈیا)

مکرم محمد کویا صاحب 10 رجون کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نیوی میں ملازم تھے وہاں سے ریٹائر ہونے کے بعد مقامی ہسپتال میں بطور کمپاؤڈر ملازمت اختیار کی۔ نہایت مخلص دیندار، تقویٰ شعار، خدمت گزار انسان تھے۔ آپ نے دو مرتبہ اپنی جماعت میں صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ان کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب کویا، گیمبیا کے احمدیہ ڈینٹل ہسپتال میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرم محمد لطیف صاحب (ہائیڈل برگ جرمنی)

مکرم محمد لطیف صاحب تین ہفتوں کی شدید علالت کے بعد 21 رنومبر کو ہائیڈل برگ میں 89 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت صابر، شاکر، مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص انسان تھے۔ بیس سال سے جرمنی میں مقیم تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے ایک بیٹا مکرم مبشر احمد صاحب طاہر جرمنی کے بادن ریجن کے امیر ہیں۔ مرحوم مکرم جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کے بڑے ماموں تھے۔

(3) مکرم نصیر احمد صاحب سیالکوٹی (ابن مکرم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی۔ دارالصدر جنوبی ربوہ)

مکرم نصیر احمد صاحب سیالکوٹی 21 نومبر کو ہارٹ اٹیک سے 55 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے خدام الاحمدیہ میں مختلف حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نیک، مخلص، ملنسار اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی لندن ہجرت کے بعد جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کے لئے ہر سال یوکے آتے رہے۔ 1996ء کے جلسہ کے بعد جرمنی سے واپس آتے ہوئے ایئر پورٹ پر آپ کو برین ہیمبرج، فالج اور دل کا شدید اٹیک ہوا مگر اللہ کے فضل اور حضور رحمہ اللہ کی دعاؤں سے آپ کو معجزانہ شفاء عطا ہوئی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم مکرم ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) کے سب سے بڑے بھائی اور مکرم سراج الدین صاحب (کارکن لنگر خانہ یوکے) کے داماد تھے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ **4** ردسمبر **2006**ءکو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد سلیمان طارق صاحب آف ہیز)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ 29 رنومبر 2006ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نیک، سلسلہ سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی بہت مخلص خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ ساؤتھ آل کی سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد الطاف خان صاحب پنشنر نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ 27 رنومبر کو مختصر علالت کے بعد 68 سال کی عمر میں وفات پاگئیں اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ انتہائی نیک، صوم و صلوٰۃ کی پابند مخلص خاتون تھیں۔ اپنے حلقہ میں صدر لجنہ رہیں اور بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ مرحومہ مکرم فضل الرحمٰن انور صاحب استاد و سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل جامعہ احمدیہ کی والدہ، مکرم عبدالرزاق بٹ سابق مربی سلسلہ گھانا کی بڑی ہمشیرہ اور مکرم مولانا شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ امریکہ اور حافظ احمد انور قریشی صاحب (استاد مدرسۃ الحفظ) کی خوش دامنہ تھیں۔ اس طرح آپ کو ایک واقف زندگی کی اہلیہ، ایک واقف زندگی کی والدہ اور دو واقفین زندگی کی ساس اور ایک واقف زندگی کی بہن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مرحومہ نے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم انور احمد تبسم صاحب (کارکن شعبہ اشاعت خدام الاحمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

مکرم انور احمد تبسم صاحب 29 رنومبر کو بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم مکرم مبارک احمد خالد صاحب مرحوم (پبلشر و مینجر رسالہ خالد و تشحیذ الاذہان) کے چھوٹے بھائی تھے۔ نیک، مخلص، خاموش طبع اور محنتی انسان تھے۔ مرحوم نے امسال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے بطور نمائندہ جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی اہلیہ بھی تقریباً دس ماہ پہلے وفات پاچکی ہیں۔

(3) مکرمہ حبیبہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم فضل احمد صاحب)۔ مکرمہ حبیبہ بی بی صاحبہ 19 رنومبر کو جرمنی میں وفات پاگئیں۔ نہایت صابر و شاکر اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ انہیں بہت لگاؤ تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد سلیم ظفر صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) کی ساس تھیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ **11** ردسمبر **2006**ءکو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ شازیہ غفور صاحبہ (اہلیہ مکرم خرم شہزاد صاحب)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ شازیہ غفور صاحبہ آکسفورڈ میں وکالت کرتی تھیں، اپنی ڈیوٹی پر جاتے ہوئے کار کے حادثہ میں 5 ردسمبر کو بعمر 30 سال وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم ماسٹر عبدالغفور صاحب کی بیٹی تھیں اور تین سال قبل ان کی شادی ہوئی تھی۔ نہایت مخلص اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمود احمد صاحب)۔ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ 25 نومبر کو 74 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ مکرم خان عبدالمجید خان صاحب کی صاحبزادی اور محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی بڑی بہن تھیں۔ ان کے بیٹے مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب یہاں کی ایک جماعت سکین تھورپ کے صدر ہیں۔ مرحومہ ایک نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ لاہور کے مختلف حلقوں میں بطور صدر لجنہ اور دیگر شعبوں میں خدمات کی توفیق پائی۔ آپ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(2) مکرمہ حفیظۃ الرحمان صاحبہ (اہلیہ مکرم میر مبارک احمد صاحب تالپور آف حیدرآباد)

مکرمہ حفیظۃ الرحمان صاحبہ 18 جولائی کو نیوجرسی امریکہ میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ایک معروف قلمکار کے علاوہ اپنی دینی خدمات کی وجہ سے ممتاز حیثیت کی مالک رہی ہیں۔ مخلص، باپردہ، راست باز، باغیرت خاتون تھیں۔ تقریباً 9 کتب تصنیف کیں۔ سیرت النبی ﷺ پر آپ کا مقالہ جامشورو یونیورسٹی نے رد کردیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا" دنیا والوں کی نظر میں نہ سہی، آسمان پر تو تم PHD ہوچکی ہو"۔ لاہور میں جنرل سیکرٹری کے طور پر 1947 تا 1951 کام کیا۔ 1974 سے 1980 حیدرآباد میں لجنہ اماء اللہ سندھ کی صدر رہیں۔ اندرون سندھ بہت سی خدمات کی توفیق پائی۔ دیہی علاقوں میں کلاسز کا اجراء کیا۔ کراچی میں 1980 سے حلقہ گلشن اقبال کی صدر اور سیکرٹری تعلیم بھی رہیں۔

(3) مکرم عبدالکریم لودھی صاحب (ابن مکرم شمس الدین صاحب مرحوم) اسلام آباد۔

مکرم عبدالکریم لودھی صاحب 15 اکتوبر کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نیک، مخلص اور جماعتی خدمت کا شوق رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔ 5/6 سال سے بیت الذکر اسلام آباد میں بطور ایڈمنسٹریٹر خدمت بجالاتے رہے۔ 1980 سے مرکزی شعبہ ترجمانی جلسہ سالانہ سے منسلک رہے۔ پہلے ربوہ میں اور بعدازاں لندن کے جلسہ سالانہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم ایک کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ اپنے خرچ پر دو دفعہ سپین اور ایک مرتبہ چلّی وقف عارضی پر گئے۔ انہوں نے سپینش زبان سکھانے کے بارہ میں ایک کتابچہ بھی تصنیف کیا۔

(4) مکرمہ ذکیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اکمل قریشی صاحب) ربوہ۔

مکرمہ ذکیہ بیگم صاحبہ 24 اکتوبر کو ربوہ میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مولوی عطا محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اپنے محلّہ دارالصدر جنوبی میں لجنہ اماء اللہ کی سالہا سال سیکرٹری مال رہیں۔ لازمی چندہ جات کے علاوہ دوسری تحریکات میں نمایاں حصہ لیتیں اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ ضرورت مندوں کا خیال رکھتیں۔ متعدد گھرانوں کو سالانہ ضرورت کی گندم اور بعض گھروں میں ماہانہ کھانے پینے کا سامان بھجوانے کا انتظام کرتیں۔

(5) مکرم ناصر خان صاحب۔

مکرم ناصر خان صاحب 3 ردسمبر 2006ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے گرانقدر مالی قربانی کی توفیق ملی۔ مرحوم نہایت مخلص، نیک اور دعا گو بزرگ تھے۔

(6) مکرم حمید الدین صاحب (ابن مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب)

مکرم حمید الدین صاحب 7 جولائی کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ایک مخلص، دیندار، ملنسار اور جماعت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی شخصیت تھے۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہدین میں شامل تھے۔ ہر مالی تحریک پر لبیک کہتے اور کچھ نہ کچھ چندہ ضرور پیش کرتے۔ چھوٹی عمر میں ہی نظام وصیت میں شمولیت کی بھی سعادت پائی۔

(7) مکرم محمود احمد اسلم صاحب (سب انسپکٹر کراچی)۔

مکرم محمود احمد اسلم صاحب بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی اہلیہ گزشتہ سال وفات پاگئی تھیں۔ پسماندگان میں 4 بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم مکرم رانا نعیم الدین صاحب (کارکن عملہ حفاظت خاص لندن) کے بھانجے تھے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ **13** ردسمبر **2006**ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ رضیہ اکرم غوری صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اکرم غوری صاحب مرحوم) لندن** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ رضیہ اکرم صاحبہ 10 دسمبر کو 84 سال کی عمر میں ریڈہل ہسپتال میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ نہایت متقی، دعا گو اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھتی تھیں۔ متعدد بار جماعتی عہدوں پر کینیا، ربوہ، سپین اور یوکے میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ کو اسلام آباد ٹلفورڈ کی پہلی صدر لجنہ ہونے کا بھی اعزاز حاصل رہا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی **مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی درویش مرحوم)** قادیان کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ 9 راگست کو وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے اپنے میاں صاحب کے ساتھ 26 سال عہد درویشی نبھایا اور اپنے میاں کی وفات کے بعد 28 سال کا لمبا عرصہ نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ مرحومہ نہایت نیک، باوفا، دعا گو اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب (ناظر اصلاح و ارشاد قادیان) کی خوش دامنہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ سب مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

موجودہ عیسائیت کے بانی
پولوس (St.Paul) کا مقبرہ دریافت ہوگیا

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

خبر آئی ہے کہ ویٹیکن نے سینٹ پال کے مقبرہ کے دریافت ہوجانے کی تصدیق کردی ہے۔ یہ قبر روم کے دوسرے بڑے چرچ کی کھدائی کے دوران ملی ہے۔ لاش جس پتھر کے صندوق کے اندر رکھی ہوئی ہے اس پر مختصر الفاظ میں کندہ ہے:

"Paul Apostle-Martyr"

یعنی ''پولوس رسول شہید''۔ اس پتھر کے ڈھکنا میں ایک سوراخ بنا ہوا تھا جس میں زائرین کپڑا وغیرہ ں ڈال کر اس کی ہڈیوں کو چھوکر بزعم خود برکت حاصل کیا کرتے تھے جسے اب بند کردیا گیا ہے۔ ویٹیکن کے جس ماہر آثار قدیمہ نے قبر کو دریافت کیا ہے اس کا نام Giorgio Filippi ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مجھے اس بارہ میں کوئی شک نہیں کہ یہ سینٹ پال ہی کا مقبرہ ہے چوتھی صدی کے عیسائی جس کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔

خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ ''سینٹ پال کا تابوت جس چرچ کی پانچ سال پر محیط کھدائی کے بعد ملا ہے وہ سینٹ پیٹر چرچ کے بعد روم کا دوسرا بڑا چرچ ہے۔ حالیہ سالوں میں یہ تحریک چلتی رہی ہے کہ پوپ نہ صرف سینٹ پیٹر کے جانشین ہیں بلکہ وہ سینٹ پال کے بھی ہیں اس دریافت سے اس تحریک کو تقویت ملے گی۔

پال، ٹارسس (Tarsus) کا رہنے والا ایک یہودی تھا جس نے عیسائیوں کے خلاف مہم چلائی۔ لیکن بعد میں اس نے دمشق کو جانے والی سڑک پر اپنا مذہب تبدیل کرکے عیسائیت اختیار کرلی۔ بعد میں چند غیر واضح الزامات کے تحت گرفتار کرلیا گیا جس پر اس نے باصرار یہ کہا کہ چونکہ وہ رومی شہری ہے اس لئے اس پر مقدمہ اس حکومت کے دارالخلافہ میں چلایا جائے۔ اس پر اُسے چھوڑ دیا گیا۔ لیکن بعد میں جب روم میں عیسائیوں کے خلاف مظالم ہوئے تو اس کا سر قلم کردیا گیا۔ چوتھی صدی کے آغاز پر شہنشاہ قسطنطین (Constantine) نے روم شہر کی فصیلوں کے باہر اس کا مقبرہ تعمیر کرایا''۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ۔ 9-10/دسمبر 2006ء)

پولوس کا مختصر تعارف

تاریخی شواہد سے ثابت ہے کہ دراصل موجودہ عیسائیت کا بانی پولوس ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننا، تثلیث کا عقیدہ، مسیح کی صلیب پر لعنتی موت قبول کرکے لوگوں کے گناہوں کی سزا اُن کی جگہ خود لینا، اور عمل کو نہیں بلکہ کفّارہ مسیح پر عقیدہ رکھ کر ہی نجات پانا، شریعت کو لعنت قرار دے کر گلے سے اتار پھینکنا، غیر اسرائیلی اقوام میں عیسائیت کو پھیلانا اور انہیں یہودیوں کے عقائد اور قوانین سے آزاد کرنا اور اسی کے ماتحت سؤر اور دوسری حرام اشیاء کو حلال قرار دینا اور ختنہ کے عہد سے آزاد کرنا سب پولوس ہی کی تعلیم تھی۔ جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا پال نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے صریحاً خلاف تعلیم دے کر عیسائیت کی حقیقت کو افسانہ میں تبدیل کردیا۔

پال موجودہ ترکی (جو اس وقت سلطنت روم کا حصہ تھا) کے شہر ٹارسس (Tarsus) میں پیدا ہوا تھا۔ یہ شہر ترکی کے جنوب میں ملکِ شام کی سرحد کے قریب واقع تھا۔ اس کے آباء واجداد یہودی نسل کے تھے اور عرصہ دراز سے اس علاقہ میں آباد تھے۔ بعض مؤرخ پال کو کٹّر یہودی کہتے ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ یہودی نسل سے تھا ہی نہیں۔ اس کا اصل نام ساؤل (Saul) تھا جو اس نے بعد میں بدل کر پال کرلیا۔ اُس زمانہ میں ٹارسس کا شہر یونانی تصورات ونظریات کا مرکز تھا۔ چنانچہ وہ یونانی خیالات اور دیومالائی کہانیوں سے بہت متأثر تھا۔ اس وقت رومی ایک ایسی کہانی پر یقین رکھتے تھے جس میں ایک عظیم کنواری ماں کے بطن سے بغیر کسی مرد کے ملاپ کے دیوتا پیدا ہوا جس نے عین عالمِ شباب میں ایک مقدس صنوبر کے درخت کے نیچے اپنے آپ کو خون بہا کر قربان کر دیا۔ وہ مرنے کے بعد جی اٹھا اور آسمان پر چلا گیا۔ اس کے باقاعدہ تہوار رومی سلطنت میں دھوم دھام سے منائے جاتے تھے۔ رومی سؤر کھاتے، شراب پیتے اور ان کا کلچر آج کے مغربی کلچر کی بنیاد کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ پال نے ان لوگوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کے لئے اُن قصوں کہانیوں کے کرداروں کے صرف نام ہی تبدیل کئے۔

بچپن میں اُسے خیمے بنانے کا ہنر سکھایا گیا۔ مقامی مدرسوں میں اس نے تعلیم پائی۔ رومی و یونانی خیالات دل میں جمع ہوئے تھے۔ بعد میں یروشلم آکر بائبل سیکھی۔ بہت ذہین اور ہوشیار تھا۔ اس کو اپنے رومی ہونے پر فخر تھا۔ جب اس کے علاقہ میں حضرت عیسیٰؑ کے دعویٰ کی خبر پہنچی اور اس کو شبہ ہوا کہ وہ واقعۂ صلیب سے بچ نکلے ہیں تو یہ فلسطین آیا تا ان کو پکڑ کر دوبارہ رومی حکومت کے حوالہ کرسکے اور وہ انہیں پھر صلیب پر لٹکائیں۔ جب یہ یروشلم پہنچا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے ہجرت کرکے دمشق کی طرف جاچکے تھے۔ یہ ان کا پیچھا کرنے کے لئے دمشق کی سڑک پر ہولیا لیکن عیسیٰؑ کو نہ پاسکا اور وہیں ایک کہانی بنائی (شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی نقل میں) کہ مجھے رستہ میں ایک طرف تیز روشنی نظر آئی جس میں سے خداوند یسوع مسیح کی آواز آئی۔ اس نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے عیسائی بنا کر اپنے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے رسول بنایا۔ پولوس اپنی زندگی میں ایک بار بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نہیں ملا تھا۔ اس لئے رومی کلچر کی چھاپ اس پر لگی ہوئی تھی وہ بدستور قائم رہی۔ کہتے ہیں وہ اپنی زندگی میں صرف تین بار یروشلم گیا تھا البتہ اپنے عقائد کے پرچار کے لئے رومی سلطنت، قبرص اور وسطی ایشیا (Asia Minor) اور یورپ کے دوسرے ملکوں کے دورے کرتا رہا۔ اس نے اپنی تعلیم کی اشاعت کے لئے تیرہ خطوط (Epistles) لکھے جو عہد نامہ جدید کا حصّہ ہیں۔ بعد میں جب چار اناجیل لکھی گئیں تو یہی تعلیم ان میں راہ پاگئی۔ روم میں اسے قید کردیا گیا اور شاہ رگ کاٹ کر قتل کردیا گیا (سرتن سے جدا کردیا گیا)۔

ابتدائی نصاریٰ کے عقائد کیا تھے؟

پال کے عقائد کا مختصر ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کے نظریات عام عیسائیوں سے بہت مختلف تھے اس لئے ان کے ساتھ پال کا اکثر جھگڑا بھی رہا کرتا تھا۔ وہ پال کے علم، ذہانت اور اثر ورسوخ سے ڈرتے بھی تھے اس لئے کبھی اس کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتے اور کبھی علیحدہ ہوجاتے۔

ابتدائی نصاریٰ کے عقائد کا ذکر تین محققین نے اپنی کتاب The Messianic Legacy میں کیا ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب Christianity- a journey from Facts to Fiction میں درج فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

''اگر ہم یسوع اور آپ کی تعلیمات کی طرف توجہ کریں جو دراصل نصاریٰ (Nazarene) ہی کی اصل تعلیم سے نکلی ہیں اور جنہیں وضاحت سے خود یسوع نے بیان کیا اور جس کی تبلیغ James, Jude, Judas, Thomas اور ان کے ساتھی کرتے رہے وہ حسب ذیل تھے۔

(1) موسوی شریعت کے ساتھ مضبوط وابستگی۔

(2) یسوع کو بطور مسیح کے قبول کرنا۔

(3) اس بات پر ایمان رکھنا کہ یسوع کی پیدائش عام انسانوں کی طرح تھی۔

(4) پولوس کے نظریات کی مخالفت کرنا۔

عربی زبان میں لکھے ہوئے مسودّات کا ایک مجموعہ استنبول کی لائبریری میں رکھا ہوا ہے اس میں ایک متن ایسا ہے جو پانچویں، چھٹی صدی عیسوی کا ہے اور نصاریٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس میں کچھ ایسے اقتباسات نقل کئے گئے ہیں جو شامی زبان (Syriac) میں لکھے گئے تھے اور جو جنوب مغربی ایران کے علاقہ خوزستان عراق کی سرحد کے قریب واقعہ ایک عیسائی خانقاہ (Monastery) سے دریافت ہوئے تھے۔ اس اقتباس میں نصاریٰ کے اُن مذہبی پیشواؤں (Hearchy) کے عقائد درج تھے جو 66 عیسوی میں یروشلم کی تباہی کے بعد وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگے تھے۔ اس حوالہ میں عیسیٰؑ کو بطور ایک انسان کے پیش کیا گیا ہے اور یہودی شریعت پر قائم رہنے پر زور دیا گیا ہے۔

(اصل بات یہ ہے کہ) پال کے متّبعین عیسیٰؑ کا مذہب ترک کرکے رومیوں کے عقائد کی طرف لوٹ گئے تھے''۔

The Messianic Legacy by M. Baigent R.Leigh, M. Lincoln, Corgi Books p 135-138)

یہی بات ایک اور محقق ڈاکٹر آرنلڈ مائر پروفیسر آف تھیالوجی زیورخ نے کہی ہے۔ وہ مروّجہ عیسائی عقائد مثلاً کنواری کے بطن سے خدا کے حقیقی بیٹے کا انسانی جسم میں جنم لینا، صلیب پر مرکر لوگوں کے گناہوں کا اپنے خون سے کفّارہ ادا کرنا، مرنا اور مرکر جی اٹھنا اور خدا کے داہنے ہاتھ جابیٹھنا کا ذکر کرکے لکھتے ہیں:

''اگر یہی عیسائیت ہے تو اس عیسائیت کی بنیاد ہمارے لارڈ نے نہیں بلکہ پال نے رکھی تھی''۔

("Jesus or Paul" by Dr. Arnold Meyer, Professor of Theology, Zurich University)

رومیوں کے عقائد جن سے پال متأثر تھے

پال کے زمانہ میں رومیوں کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے آرتھر ویگل لکھتے ہیں:

"ATTIS was a 'Good Shepherd' the son of Cybele, the Great Mother, alternatively of a virgin Nana, who conceived him without union with mortal man. In prime of his manhood he mutilated himself and bled to death at the foot of his sacred pine tree. In Rome the festival of the death and resurrection was annually held from March 22nd to 25th .March 24 was the 'Day of Blood' when the High Priest, who himself impersonated Attis ,drew blood of human sacrifice (in atonement of sin)".

('Paganism in Our Christianity', by Arthur Weigall pp 110-111 Hutchinson & Co. Ltd.London)

یعنی عطّیس (Attis) ایک ''اچھا گڈریا'' (Good Shepherd) تھا۔ وہ عظیم ماں سِبلے (Cybele) کا بیٹا تھا جس کو ''کنواری نانا'' (Virgin Nana) بھی کہا جاتا تھا۔ وہ بغیر کسی مرد کے ملاپ کے حاملہ ہوئی (اور یوں عطّیس دیوتا نے کنواری ماں کے بطن سے جنم لیا۔ ناقل) عین جوانی میں اس نے صنوبر کے ایک مقدس درخت کے نیچے (قربانی کی غرض سے۔ ناقل) اپنے بدن کو زخمی کیا اور خون بہ جانے سے وہ مرگیا۔ (مرنے کے بعد وہ جی اٹھا جس کی یاد میں۔ ناقل) روم میں ہر سال 22/تا 25/مارچ اس کے مرنے اور جی اٹھنے کا میلہ منعقد کیا جاتا تھا۔ 24/مارچ کو بلڈ ڈے (Blood Day) (یعنی قربانی کا دن) منایا جاتا تھا۔ اس روز وہاں کا بڑا پادری عطّیس کا روپ دھارتا اور انسانی قربانی کی علامت کے طور پر اپنے جسم سے کچھ خون نکالتا''۔

('Paganism in Our Christianity', by Arthur Weigall pp 110-111 Hutchinson & Co. Ltd.London)

بس یہ تھی وہ دیومالائی کہانی جو پال کے دل ودماغ میں سمائی ہوئی تھی۔ اس نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے یہی عقائد عیسائیت میں داخل کردئے، صرف کرداروں کے نام بدل دئے اور لوگ بغیر اپنے عقائد، کلچر، کھانے پینے کے طریق بدلے عیسائیت میں داخل ہونے لگے۔ رومنوں کے عقائد اور پال کے رائج کردہ عقائد میں کتنی شدید مشابہت ہے۔ عطّیس بھی دیوتا جیزس (Jesus) بھی خدا کا بیٹا اور خدا۔ عظیم کنواری ماں سِبلے یا نانا اور مریم بتول۔ عطّیس اور یسوع دونوں کا انسانوں کے لئے قربان ہونا، مرنا اور مرکر جی اٹھنا اور آسمان پر چلے جانا۔ 24/مارچ کو رومیوں کا یوم شہادت (Day of Blood) اور تقریباً انہیں دنوں میں عیسائیوں کا یسوع کے مرکر جی اٹھنے کا تہوار یعنی ایسٹر منانا یہ ساری باتیں بے حد حیران کن ہیں۔

یہی مصنف اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اس کے صفحات 116-117 پر لکھتا ہے:۔

"One of the earliest seats of Christianity was Antioch but in that city there was celeberated each year the death and resurrection of the God Thammuz or Adonis. St. Jerome was horrified to discover a fact, which shows that Thummuz or Adonis ultimately became confused in men's mind with Jesus Christ. This god was believed to have suffered a cruel death, to have descended to Hell or Hedes, to have risen again, and to have ascended to heaven; and at his festival, as held in various lands,his death was beweiled; and effigy of his dead body was prepared for burial being washed with water and anointed ; and on the next day his ressurrection was

Commemorated with great rejoicing."
('Paganism in Our Christianity', by Arthur Weigall pp 116-117 Hutchinson & Co. Ltd.London)

یعنی ”عیسائیت کے اوّلین مراکز میں ایک انطاکیہ (Antioch) تھا۔ اس کے باوجود اسی شہر میں ہر سال گاڈ تھمّوز (Thammuz) یا گاڈ ایڈونس (god Adonis) کے مرنے اور مر کر جی اٹھنے کا جشن منایا جاتا تھا۔ جب سینٹ جیروم (St.Jerome) وہاں گیا تو یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا کہ لوگوں کے ذہنوں میں یسوع مسیح اور گاڈ تھمّوز یا ایڈونس کا تصور باہم گڈ مڈ ہو چکا تھا۔ اس دیوتا کے بارہ میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ وہ ظالمانہ موت سے ہمکنار ہوا تھا۔ مرنے کے بعد جہنم (Hell or Hedes) میں گر گیا اور پھر جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا۔

اس واقعہ کی یاد میں مختلف علاقوں میں تہوار منائے جاتے تھے جن میں اس کی موت کا ماتم کیا جاتا تھا۔ اس کے مردہ جسم کا علامتی پتلا بنایا جاتا پھر اس کو پانی سے دھو کر بپتسمہ دیا جاتا تھا اور تدفین کے لئے تیار کیا جاتا تھا اور پھر اس کے اگلے روز اس کے جی اٹھنے کی یاد کو منایا جاتا تھا۔

('Paganism in Our Christianity', by Arthur Weigall pp 116-117 Hutchinson & Co. Ltd.London)

سینٹ جیروم نے جو کچھ انطاکیہ میں دیکھا وہ واقعی خوفناک بات تھی۔ اربوں انسانوں کے مذہب کی بنیاد ایک قصہ کہانی پر رکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ آہ کتنی پاکیزہ تعلیم تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جس کو پال نے ایک قصہ کہانی میں بدل دیا۔ مذہبی تاریخ میں اتنا بڑا ظلم شاید ہی کبھی کسی اور نے کیا ہو۔

حضرت عیسیٰؑ اور پولوس کے متضاد عقائد کی کچھ مثالیں

❁......**حضرت عیسیٰؑ نے کہا خدا صرف ایک ہے اور پال نے کہا ایک تین اور تین ایک ہیں۔**

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ:

”وہ پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ سب حکموں میں سے اوّل کونسا ہے؟

یسوع نے جواب دیا کہ اوّل یہ ہے اے اسرائیل سُن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ“۔

(مرقس باب 12 آیات 28 تا 30)

عیسیٰ علیہ السلام نے واضح کر دیا تھا کہ مَیں انہیں معنوں میں خدا کا بیٹا ہوں جن معنوں میں مجھ سے پہلے وہ لوگ تھے جنہوں نے خدا کا کلام پایا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب ان کے مخالفین نے انہیں اس بناء پر مارنے کے لئے پتھر اٹھائے کہ تو اپنے آپ کو خدا کہہ کر کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو انہوں نے انہیں جواب دیا ”کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ مَیں نے کہا تم خدا ہو؟ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا (اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں) آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تُو کفر بکتا ہے اس لئے کہ مَیں نے کہا مَیں خدا کا بیٹا ہوں“۔

(یوحنا باب 10 آیات 30 تا 36)

یعنی حضرت عیسیٰؑ نے خدا کے بیٹے کی یہ تشریح کی کہ مَیں نے یہ لفظ اپنے لئے اُسی طرح استعارۃً استعمال کیا ہے جس طرح پہلے نبیوں نے کیا تھا۔

پولوس کا عقیدہ: اس کے مقابلہ میں پولوس نے یسوع کے مرتبہ کے بڑھانے میں ایسا غلو کیا کہ انہیں نبی سے خدا کا حقیقی بیٹا بنا دیا۔ چنانچہ رومیوں کے نام پولوس نے جو خط لکھا اس میں اپنے آپ کو یسوع مسیح کا بندہ اور رسول ہونے کے طور پر پیش کیا۔ اس نے لکھا:

”پولوس کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ ہے اور رسول ہونے کے لئے بلایا گیا ہے“۔ ”ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں فضل اور اطمینان حاصل ہوتا رہے“۔

(رومیوں کے نام پولوس رسول کا خط باب 1 آیات 1 و 7)

جب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو پولوس کے ان کفریہ عقائد کا علم ہوا تو وہ اس کے سخت خلاف ہو گئے اور اسے گنہگار قرار دیا۔ ان کے جواب میں جو کچھ پولوس نے کہا وہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ کی عمدہ مثال ہے۔ اس نے کہا:

”اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گناہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے“۔ (رومیوں باب 3 آیت 7)

اس میں پولوس نے اعتراف کیا ہے کہ اس نے یسوع مسیح کی شان کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے میں اگر جھوٹ سے کام لیا ہے تو کیا گناہ کیا؟ افسوس یہ اتنا بڑا جھوٹ تھا کہ قریب تھا کہ اس سے آسمان پھٹ جائے۔

❁......**حضرت عیسیٰؑ نے کہا مَیں شریعت منسوخ کرنے نہیں آیا مگر پال نے اُسے لعنت قرار دیا۔**

حضرت عیسیٰؑ نے کہا: ”یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے“۔ (متی باب 5 آیات 17-18)

مگر اس کے برعکس پال نے شریعت کو لعنت کہتے ہوئے لکھا: ”کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر قائم نہیں رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہیں“۔

(پولوس کا گلتیوں کے نام خط باب 2 آیات 10-11)

❁......**حضرت عیسیٰؑ نے کہا نجات عمل سے ہوگی مگر پال نے کہا عمل سے نہیں بلکہ عقیدہ سے ہوگی۔**

حضرت عیسیٰؑ: ”ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ اُس وقت ہر ایک کو اُس کے کاموں کے مطابق بدلہ دیا جائے گا“۔

(متی باب 15 آیت 27)

ایک شخص کے سوال کے جواب میں عیسیٰؑ نے اس کو خدا کے حکموں پر تلقین کرتے ہوئے کہا: ”اگر تُو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ اس نے کہا کون سے حکموں پر؟ یسوع نے کہا: یہ کہ خون نہ کر، زنا نہ کر، چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے، اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ“۔

(متی باب 19 آیات 17-19)

پولوس نے کہا: ”اب شریعت کے بغیر خدا کی راستبازی ظاہر ہوئی ہے جس کی گواہی شریعت اور نبیوں سے ہوتی ہے۔ یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے“۔ (رومیوں باب 3 آیات 21-22)

پولوس نے کہا کہ اعمال سے تو کوئی بخشا ہی نہیں جا سکتا۔ اس لئے نجات صرف اس عقیدہ کے رکھنے میں ہے کہ یسوع صلیب پر مر کر ہمارے گناہوں کی سزا لے چکا ہے۔

رومیوں کے نام خط میں پولوس لکھتا ہے: ”لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُوا۔ پس غضب الٰہی سے ضرور ہی بچیں گے“۔ (رومیوں باب 5 آیات 8-10)

❁......**حضرت مسیح نے کہا مَیں صرف اسرائیل کی طرف آیا ہوں پولوس نے کہا نہیں وہ ساری دنیا کے لئے آیا ہے۔**

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: اس نے جواب میں کہا کہ مَیں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا“۔ (متی 15:24)۔ نیز دیکھیں مرقس باب 7 آیت 27۔

”غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے“۔ (متی باب 10 آیات 5-7)

پولوس نے حضرت عیسیٰؑ کے حکم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے رومیوں میں اعلان کیا کہ ہم کو خدا کے بیٹے کی معرفت فضل اور رسالت ملی“ تاکہ اس کے نام کی خاطر سب قوموں میں سے لوگ ایمان کے تابع ہوں۔ جن میں سے تم بھی یسوع مسیح کے ہونے کے لئے بلائے گئے ہو اُن سب کے نام جو رومہ میں خدا کے پیارے ہیں اور مقدس ہونے کے لئے بلائے گئے ہیں۔ ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے ہمیں فضل اور اطمینان حاصل ہوتا رہے“۔

(رومیوں باب 1 آیت 3)

حالانکہ حضرت عیسیٰؑ تو خود خدا سے فضل اور رحم مانگا کرتے تھے۔ (دیکھیں لوقا 9:11-10 + عبرانیوں 7:5 اور متی 46:27)

❁......**حضرت عیسیٰؑ کے حلال و حرام کھانے تو موسوی شریعت کے تابع تھے مگر پال نے سؤر وغیرہ سب کچھ حلال کر دیا۔**

حضرت عیسیٰ علیہ السلام موسوی شریعت پر عمل کرتے تھے جس کے تحت سؤر حرام تھا (احبار باب 11 آیات 7-8) مردار اور درندوں کا مارا ہوا بھی حرام تھا (احبار باب 17 آیت 15) اور خون بھی حرام تھا۔ (احبار باب 7 آیات 26)

لیکن پال نے کہا جو چاہے کھاؤ پیو مگر اُسے حرام سمجھتے ہوئے نہ کھاؤ۔ نہ کسی کو زبردستی وہ چیز کھلاؤ جسے وہ اپنی دانست میں حرام سمجھتا ہے۔ پال نے یہ بھی کہا کہ موسوی شریعت صرف یہودیوں کے لئے ہے غیر قوموں کے لئے نہیں۔ اور جب شریعت ہی نہ ہو تو نہ احکام ہوں گے نہ اُن کی خلاف ورزی کا سوال پیدا ہوگا اور نہ ہی کسی کام پر کوئی سزا ملے گی۔ چنانچہ پولوس نے رومیوں کے نام خط میں لکھا: ”شریعت کے دئے جانے تک دنیا میں گناہ تو تھا مگر جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسوب ہو جاتا ہے“۔ (رومیوں باب 5 آیات 13)

پال نے کہا ”جو تیرا اعتقاد ہے وہ خدا کی نظر میں تیرے ہی دل میں رہے۔ مبارک وہ ہے جو اس چیز کے سبب سے جسے وہ جائز رکھتا ہے اپنے آپ کو ملزم نہیں ٹھہراتا۔ مگر جو کوئی کسی چیز میں شبہ رکھتا ہے اگر اس کو کھائے تو مجرم ٹھہرتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ اعتقاد سے نہیں کھاتا اور جو کچھ اعتقاد سے نہیں وہ گناہ ہے“۔ رومیوں 14:22-23)

یعنی ہر گند بلاشوق سے کھاؤ مگر شرط یہ ہے کہ اُسے حلال سمجھ کر کھاؤ ورنہ گنہگار ہو گے اور جو کھاتا ہے اُسے کھانے دو۔ چنانچہ رومیوں کے نام خط میں پال نے کہا: ”پس آئندہ کو ہم ایک دوسرے پر الزام نہ لگائیں بلکہ تم یہی ٹھان لو کہ کوئی اپنے بھائی کے سامنے وہ چیز نہ رکھے جو اُس کے ٹھوکر کھانے یا گرنے کا موجب ہو۔ مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع مسیح میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہٖ حرام نہیں لیکن جو اُس کو حرام سمجھتا ہے اُس کے لئے حرام ہے“۔ (رومیوں باب 14 آیات 22-23)

لہٰذا پال کے پیروکار سؤر، مردار، خون، کیڑے مکوڑے، منشیات وغیرہ جو گند بلا چاہیں شوق سے تناول فرمائیں صرف اتنا خیال رکھیں کہ اُسے حرام سمجھ کر نہ کھائیں۔ غذا کا اخلاق پر اثر مسلّم ہے اسی لئے ہر شریعت میں حلال و حرام میں تمیز رکھی گئی تھی مگر پال کی شریعت میں ہر چیز کی کھلی چھٹی ہے۔

یہ اصول کتنا خوفناک ہے۔ آدمی اپنے ہر غلط کام کو بہانوں سے درست قرار دے سکتا ہے۔ اگر ایک انسان قتل، چوری، جھوٹ، زنا کو بھی مصلحت کے تحت جائز سمجھے تو کیا وہ سارے کام حلال ہو جائیں گے؟ کیا اس سے دنیا میں اندھیر نہیں پڑ جائے گا؟۔

❁......**حضرت مسیح نے ختنہ سمیت ساری موسوی شریعت کو قائم رکھا مگر پال نے ختنہ بھی ختم کر دیا۔**

یہودی ختنہ کراتے تھے، آج بھی کراتے ہیں۔ موسوی شریعت میں اس کی سخت تاکید آئی ہے کیونکہ یہ عہد خداوندی کی ظاہری علامت ہونے کی بنا پر گویا شعائر اللہ میں سے تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:

”اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کرایا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا اور یہ اُس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے“۔

(پیدائش باب 17 آیات 10-11)

مگر چونکہ غیر اسرائیلی قومیں ختنہ نہیں کراتی تھیں اس لئے پال نے ختنہ کو بھی یہ کہہ کر منسوخ کر دیا کہ ختنہ تو دراصل دل کا ہوتا ہے اور ہمارے لئے مسیح مصلوب ہو چکے ہیں اب ہمیں ختنہ کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ پولوس نے تصوف کے پردہ میں شریعت کو منسوخ کر دیا۔ احکام کی ظاہری شکل کو بیکار قرار دے کر خیر باد کہہ دیا۔ چنانچہ ختنہ ختم کرنے کے لئے یہی دلیل استعمال کرتے ہوئے پال نے کہا: ”ختنہ سے فائدہ تو ہے بشرطیکہ تو شریعت پر عمل کرے لیکن جب تُو نے شریعت سے عدول کیا تو تیرا ختنہ نامختونی ٹھہرا۔ پس اگر نامختون شخص شریعت کے حکموں پر عمل کرے تو کیا اس کی نامختونی ختنہ کے برابر نہ گنی جائے گی...... کیونکہ یہودی وہ نہیں جو ظاہر کا ہے اور نہ وہ ختنہ ہے جو ظاہری اور جسمانی ہے۔ بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اور روحانی ہے نہ کہ لفظی۔ ایسے کی تعریف آدمی کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ (رومیوں باب آیات 25-29)

گویا آج کل عیسائی دل کے ختنہ ہی پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ ان کی ساری شریعت ہی اپنے دل کی ہے۔ پال کی قبر ملنے سے اس کے یہ سارے ”کارنامے“ یاد آ گئے جن کا کچھ ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اصل بات وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ:

”پس یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے نہ مسیحی“۔

(چشمہ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 372)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کے پہلے دو سال کے مضامین مکمل انڈیکس کے ساتھ درج ذیل ویب سائٹ کی زینت بنائے جاچکے ہیں:

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4/اگست 2005ء میں حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحبؓ کے خودنوشت حالات اور ایمان افروز واقعات شائع ہوئے ہیں۔

آپؓ ضلع لدھیانہ کے ایک گاؤں میں سید نبی بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے پندرہ سولہ سال کی عمر میں کرتارپور میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق سنا تھا جب 1886ء میں شیخ مہر علی ہوشیارپوری کو ایک فوجداری مقدمہ میں پھانسی کی سزا ہوئی تھی تو کسی نے کہا کہ ایک برگزیدہ شخص نے دعا کے ذریعہ بتلایا ہے کہ ان کو پھانسی نہیں دی جائے گی۔ پھر لاہور میڈیکل سکول میں طالب علمی کے زمانہ 1891ء میں ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد سے ملنے کا اتفاق ہوا، مگر بیعت نہیں کی اور اکثر دفعہ حضرت اقدسؑ اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ لاہور تشریف لائے، لیکچر ہوئے مگر بدقسمتی سے مجھے سننے کا موقعہ نہیں ملا۔ البتہ مخالفت میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی بھوپڑی کے لیکچر سنے۔

1897ء میں مشرقی افریقہ جاتے ہوئے بمبئی میں حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے بڑے بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحبؓ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ہم دونوں ایک ہی جہاز میں سوار ہوکر افریقہ گئے۔ تمام رستہ ان سے مباحثہ ہوتا رہا۔ آخر میں مان گیا مگر بیعت نہیں کی۔ اکثر عشاء اور تہجد میں دعائیں کرتا۔ کئی دفعہ خواب میں حضرت اقدسؑ کو بھی دیکھا۔ گو میں احمدی ہوچکا تھا، کوئی شک و شبہ نہ تھا مگر بیعت کو ضروری نہ سمجھتا تھا۔ آخر یکایک 1900ء میں اس زور سے تحریک ہوئی کہ نماز فجر پڑھنی مشکل ہوگئی۔ بعد نماز فجر بیعت کا خط حضرت اقدسؑ کی خدمت میں تحریر کردیا۔ اس کے جواب میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا خط قبولیت بیعت کا ملا۔ آخری فقرہ اس کا یہ تھا۔ ''اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین''۔ تب سے باقاعدہ چندہ وغیرہ دینا شروع کیا۔ 1901ء فروری میں قادیان حاضر ہوکر دستی بیعت کی۔

بیعت کے بعد میں پھر افریقہ چلا گیا۔ وہاں میاں محمد افضل صاحبؓ ایڈیٹر البدر اور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ پہلے سے موجود تھے اور خوب دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحبؓ بھی انہی کی دعوت الی اللہ سے احمدی ہوئے تھے اور نہایت صالح اور متقی نوجوان تھے۔ ان کے ذریعہ کثرت سے لوگ احمدیت میں داخل ہوئے اور افریقہ کا چندہ نہایت معقول رقم ہوتی تھی۔ وہاں تنخواہ بہت کافی ملتی تھی۔ چنانچہ میں نے وہاں سے علاوہ پانچ روپے ماہوار کے یکصد منارۃ المسیح کے لئے اور یکصد ریویو آف ریلیجنز کے لئے بھجوائے۔ اکثر حضرت اقدسؑ کے لئے الگ رقم روانہ کرتا رہا۔ مگر احمدیت سے اچھی طرح واقفیت نہ ہونے کے باعث غیراحمدیوں سے اچھی طرح مباحثہ نہ کرسکتا تھا۔

نومبر 1903ء میں واپس انڈیا آیا اور بمعہ اہل و عیال سیدھا قادیان آگیا۔ اکتوبر 1904ء تک قادیان میں رہا۔ ان دنوں مولوی کرم دین بھین کا مقدمہ فوجداری چل رہا تھا اور تمام آریہ اور عیسائی اور غیراحمدی اس کی مدد کررہے تھے۔ کچہری میں جب دو سال قبل کی پیشگوئی کے الفاظ (جو کہ مواہب الرحمٰن میں درج ہوچکی ہے۔ جس میں ایک شخص کو کہا گیا تھا کہ وہ کذاب، لیئم ہے) پڑھے جاتے تھے تو عجب لطف آتا تھا۔

ستمبر 1904ء میں لیکچر لاہور اور نومبر 1904ء میں لیکچر سیالکوٹ میں شامل ہوا۔ اکتوبر 1904ء کے اخیر میں ملازم ہوکر پنڈی گھیپ چلا گیا۔ دسمبر 1905ء میں رسالہ الوصیت نکلا۔ جنوری 1906ء میں تیسرے حصہ جائیداد کی وصیت کی۔ بلکہ اسی وقت ایک ہزار روپیہ کے مکانات جو کہ مدرسہ احمدیہ کے شمالی جانب ہیں، وصیت میں دیدیے۔ اور چندہ ماہوار بتدریج اٹھارہ روپے ماہوار تک کردیا۔ اور مہمان خانہ کے ملحق مکان رہائشی بغیر کرایہ اکثر مہمانوں یا سٹور کے کام آتا تھا۔ اکثر رخصت لے کر قادیان آیا کرتا تھا۔

دوران مقدمہ گورداسپور میں الہامات عفت الدیار محلھا و مقامھا اور تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد۔ اور ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت وغیرہ میری موجودگی میں ہوئے تھے۔

حضور کی وفات سے قبل 18 مئی 1908ء میں لاہور کے جلسہ دعوت عمائدین لاہور میں شرکت کی۔ دوسرے دن وہاں سے رخصت ہوئے۔ میرے رخصت ہوتے وقت حضرت اقدس نے فرمایا: ''جاؤ اللہ حافظ''۔ میں نے کہا کہ حضور! میں تو اب بہت دُور چلا گیا ہوں یعنی الہ آباد۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ دُور نزدیک کیا، ہمیں تو دعوت الی اللہ کرنی ہے۔ چند دن کے بعد حضور کے وصال کی خبر پڑھ کر بہت رنج ہوا۔

انڈیکس 2006ء

۲۰۰٦ء کے دوران ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بننے والے مضامین کا انڈیکس ذیل میں پیش ہے۔ اسکی تیاری میں اگرچہ ہرممکن احتیاط برتی گئی ہے تاہم کسی فروگذاشت کی صورت میں ادارہ معذرت خواہ ہے۔

٦/جنوری ۲۰۰٦ء-شمارہ۱

☆ حضرت زید بن حارثہؓ از مکرم رانا خالد احمد صاحب
☆ مکرم چودھری عزیزاللہ چیمہ صاحب
از مکرمہ عمارہ چیمہ صاحبہ
☆ دھیان چند از مکرم قیصر محمود صاحب
☆ محترم پیر محمد عالم صاحب کی وفات
☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی نعت سے انتخاب
''حمدِ خدا کے ساتھ کروں بات آپؐ کی''

۱۳/جنوری ۲۰۰٦ء-شمارہ ۲

☆ حضرت چودھری نعمت اللہ خانصاحب گوہرؓ
از مکرم سلیم احمد خالد صاحب

۲۰/جنوری ۲۰۰٦ء-شمارہ ۳

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ
از مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

۲۷/جنوری ۲۰۰٦ء-شمارہ ۴

☆ حضرت منشی گوہر علی صاحبؓ
از مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ سرسید کے آخری ایام، میر ولایت حسین کی زبانی
(مرتّبہ: مکرم پرویز پروازی صاحب)
☆ مکرم عبدالکریم خالد صاحب کی ایک نظم ''رنگ عقیدت'' سے انتخاب
''خوشبو چلی ہے ناز سے سرو و سمن کے اُس طرف''
☆ مکرمہ وسیمہ قدسیہ صاحبہ کی نظم ''خاموشی'' سے انتخاب
''ہوش آنے پہ دل نے سمجھایا''

۳/فروری ۲۰۰٦ء-شمارہ ۵

☆ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ از حضرت مرزا طاہر احمدؒ
☆ اعزازات (مکرم اعزاز احمد صاحب، مکرمہ انیلہ بھنو صاحبہ، مکرمہ آمنہ باسط صاحبہ، مکرم سلمان احمد انصاری صاحب، مکرم کامران داؤد صاحب)
☆ مکرم راجہ منیر احمد صاحب کی نعت سے انتخاب
''تیری بعثت ہوئی کُل جہاں کے لئے''

۱۰/فروری ۲۰۰٦ء-شمارہ ٦

☆ مقام محمودؓ نورالدینؓ کی نظر میں
از مکرم ابوالمنصور احمد صاحب
☆ حضرت مصلح موعودؓ کی محبت الٰہی
از مکرم عبدالباسط شاہد صاحب
☆ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم سے انتخاب
''چل دیا آج وہ فخرِ عصرِ رواں''
☆ محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب
''اے تخیّل گر رسائی پر تجھے کچھ ناز ہے''

۱۷/فروری ۲۰۰٦ء-شمارہ ۷

☆ حضرت مصلح موعودؓ کی سیاسی بصیرت
از مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
☆ حضرت میاں نبی بخش صاحبؓ تاجر پشمینہ
از مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی نظم سے انتخاب
''بیدار جوانی ہے تو ہر درد کا درماں''

۲۴/فروری ۲۰۰٦ء-شمارہ ۸

☆ ڈلوال میں احمدیت اور ہمارا خاندان
از مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خانصاحب

۳/مارچ ۲۰۰٦ء-شمارہ ۹

☆ محترم سید احمد علی شاہ صاحب از مکرمہ راضیہ سید صاحبہ
☆ حضرت حسن بصریؒ از مکرم غلام احمد نسیم صاحب
☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی نظم سے انتخاب
''تیری عطا کا فیض ہے جاری یہاں وہاں''
☆ مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم ''گہوارۂ علوم'' سے انتخاب
''یہ درسگاہ مقصدِ مہدی کی جان ہے''

۱۰/مارچ ۲۰۰٦ء-شمارہ ۱۰

☆ ''علماء کی آنکھوں کا تارا'' ڈاکٹر اسرار احمد کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خراج تحسین
☆ وہ پھول جو مرجھا گئے (درویشان قادیان: مکرم چودھری محمد شریف صاحب گجراتی + مکرم قریشی سعید احمد صاحب)
از مکرم حکیم بدرالدین عامل بھٹہ صاحب
☆ دُمدار ستارہ کا ظہور از مکرم صالح محمد الہ دین صاحب

۱۷/مارچ ۲۰۰٦ء-شمارہ ۱۱

☆ نومبائعین کی دین کی خاطر قربانی
از مکرم سلطان احمد ظفر صاحب
☆ گیمبیا کے دو مخلص احمدیوں کی وفات (مکرم محمد Janneh کومبولا مین صاحب اور مکرم الحاج مالک Ndoye صاحب)
☆ مکرم عبیداللہ علیم صاحب کی غزل سے انتخاب
''یہ اَور بات کہ اِس عہد کی نظر میں ہوں''

۲۴/مارچ ۲۰۰٦ء-شمارہ ۱۲

☆ کسی فتنہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے
از حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ
☆ محترم چودھری بشیر احمد صاحب امیر شیخوپورہ
از مکرم عبدالباسط بٹ صاحب
☆ اعزاز (مکرم طارق احمد قمر صاحب)
☆ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم سے انتخاب
''دل مرا زخموں سے تھا چھلنی ہوا''

۳۱/مارچ ۲۰۰٦ء-شمارہ ۱۳

☆ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انفاق فی سبیل اللہ
از مکرم عبدالسمیع خان صاحب
☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم سے انتخاب
''جوش و شوق و جذبۂ پرواز دیتا ہے مجھے''
☆ مکرم طارق بشیر صاحب کی نظم سے انتخاب
''ہر زماں تک روشنی اور ہر مکاں تک روشنی''

۷/اپریل ۲۰۰٦ء-شمارہ ۱۴

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود
از مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب
☆ محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب
از مکرم حامد احمد خالد صاحب
☆ فیض احمد فیضؔ از مکرم آغا میر حسن صاحب
☆ مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نعت سے انتخاب
''وادئ بطحا سے نکلا اِک کریم ابن کریم''
☆ مکرم ملک مبشر احمد ریحان صاحب کی ایک نظم سے انتخاب
''فضلوں کی ہے برسات کبھی آ کے تو دیکھو''

۱۴/اپریل ۲۰۰٦ء-شمارہ ۱۵

☆ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب از مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر بورکینا فاسو، مکرم مقبول احمد صدیقی صاحب، مکرم حامد مقصود عاطف صاحب

۲۱/اپریل ۲۰۰٦ء-شمارہ ۱٦

☆ گیمبیا میں میرا پہلا دن از محترم مولانا محمد شریف صاحب
☆ ستارے از مکرمہ مقصودہ پروین صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30 جون 2005ء میں ''نبیؐ کامل'' کے عنوان سے مکرم فیض چنگوی صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

خدا اک نورِ مطلق ہے محمدؐ مظہر مطلق
نہ اُس جیسا حسیں کوئی نہ اِس جیسا حسیں آیا
علم بردارِ توحید و رسالت ، ہادیٔ اعظم
کمالاتِ محاسن کا وہ عکسِ کاملیں آیا
بتوں سے پاک کر ڈالا صداقت کو کیا بالا
مدینے کا مکیں آیا وہ کعبے کا امیں آیا
محمد مصطفیٰؐ پر رحمتیں ہوں فیضؔ بے پایاں
کہ وہ آیا تو دنیا کو خدا پر بھی یقیں آیا

☆ پیسا مینار از مکرمہ صادقہ سلام صاحبہ
☆ مکرم ثاقب زیروی صاحب کی نظم سے انتخاب
''اَلم گزیدہ ہیں دامانِ دل دریدہ ہیں''

۲۸/اپریل ۲۰۰۶ء-شمارہ ۱۷

☆ حضرت خان بہادر غلام محمد خان گلگتیؓ
ازمکرم نصیر رعنا صاحب
☆ احمدی جھوٹ نہیں بولتا ازمکرم عبدالحمید طاہر صاحب
☆ مکرم راجہ منیر احمد خانصاحب کی نظم سے انتخاب
''یاالٰہی! رحمتیں تیری ہیں ناپیدا کنار''

۵/مئی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۱۸

☆ محترمہ امۃ الحفیظ قمر صاحبہ ازمکرم مولانا بشیر احمد قمر صاحب
☆ پُراسرار مصری ممیاں ازمکرم عزیز احمد صاحب
☆ مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی نظم سے انتخاب
''زندگی موردالزام ہوئی جاتی ہے''
☆ مکرم عبدالسلام اختر صاحب کی نظم سے انتخاب
''کبھی وہ پندارِ بے نیازی، کبھی یہ اعجاز دلربائی''

۱۲/مئی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۱۹

☆ مکرم مولانا بشیر احمد طاہر صاحب
ازمکرم سید قیام الدین برق صاحب
☆ انڈونیشیا میں اسلام کی آمد ازمکرم حافظ قدرت اللہ صاحب
☆ الازھر یونیورسٹی کا قیام ازمکرم ظہیر احمد خالد صاحب
☆ مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی نظم سے انتخاب
''تقدیر زمانہ کا مسرور امیں شاید''

۱۹/مئی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۰

☆ حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ
ازمکرم ریاض احمد چودھری صاحب
☆ محترم دانشمند خانصاحب کا قبول احمدیت
ازمکرم بشیر احمد رفیق صاحب
☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کی غزل سے انتخاب
''کوئی کتنا بھی خفی کردے اشارا اپنا''

۲۶/مئی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۱

☆ مشرقی افریقہ میں احمدیت کا آغاز
ازمکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
☆ چند درویشان احمدیت کا ذکر خیر (مکرم فضل الرحمٰن صاحب، مکرم عبدالمطلب بنگالی صاحب، مکرم قریشی فضل حق صاحب، مکرم مرزا محمود احمد صاحب)
ازمکرم حکیم بدرالدین عامل بھٹہ صاحب

۲/جون ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۲

☆ حضرت امام راغب اصفہانیؒ ازمکرم خواجہ ایاز احمد صاحب
☆ حضرت خالد بن زیدؓ (ابوایوب انصاری)
ازمکرم سید عطاء الواحد رضوی صاحب
☆ محترم چودھری غلام نبی علوی صاحب
ازمکرم شریف احمد علوی صاحب
☆ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ
ازمکرم حسان الدین صاحب
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی غزل سے انتخاب
''رہِ جاناں میں شبِ غم کی سیاہی بھی تو ہے''
☆ مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کی نظم ''نماز'' سے انتخاب
''مجھے تلاشِ یار ہے، مجھے تلاشِ طور ہے''

۹/جون ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۳

☆ قاضی فیملی امرتسر: حضرت ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحبؓ اور اُن کی اولاد ازمحترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
☆ یوگنڈا میں احمدیت ازابوحماد

۱۶/جون ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۴

☆ مشرقی افریقہ میں دعوت الی اللہ کی یادیں
ازمکرم عبدالکریم شرما صاحب
☆ مکرم عبدالمجید خالد بٹ صاحب ازمکرمہ زاہدہ خانم صاحبہ

۲۳/جون ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۵

☆ آنحضرت ﷺ کے دَور کے خوش قسمت صحابہؓ: حضرت امّ ایمنؓ، حضرت بلالؓ، حضرت انجشہؓ.............
ازمکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب
☆ زبیدہ خاتون ازمکرمہ منصوری نسرین صادق صاحبہ
☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کے کلام سے انتخاب
''شمار رحمت پروردگار کر دیکھو''

۳۰/جون ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۶

☆ تعلیم الاسلام کالج کی یادیں
ازمکرم شیخ ناصر احمد خالد صاحب
☆ محترم مولانا ملک غلام نبی شاہد صاحب
☆ محترم قریشی سعید احمد اظہر صاحب کی وفات

۷/جولائی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۷

☆ ڈاکٹر عبدالسلام کے متعلق ایک انجینئر کی یادیں
از جناب رمیض احمد ملک صاحب سابق چیف انجینئر محکمہ انہار پنجاب (مرسلہ: ظہورالدین بابر صاحب)
☆ حضرت رابعہ بصریؒ ازمکرم میر غلام احمد نسیم صاحب
☆ کچھوا
☆ مکرم راجہ منیر احمد خانصاحب کی نعت سے انتخاب
''تیری بعثت ہوئی کُل جہاں کے لئے''
☆ مکرم عبدالحمید شوقؔ صاحب کی نظم سے انتخاب
''خلوص وشوق کی، صدق وصفا کی بات کرو''

۱۴/جولائی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۸

☆ حضرت سید محمد رضوی صاحبؓ
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی دعائیہ نظم سے انتخاب
''تیرا سفر ہو باعثِ رحمت خدا کرے''

۲۱/جولائی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۲۹

☆ حضرت عائشہ بیگم صاحبہؓ ازمکرم چودھری محمد یوسف صاحب ومکرم منصور احمد جاوید صاحب
☆ محترم ابوالمنیر نورالحق صاحب ازمکرم راجا نصراللہ خانصاحب
☆ سینٹ پیٹرز برگ ازمکرم محمد ادریس چودھری صاحب
☆ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم سے انتخاب
''کیا نہ بندگی کا حق ادا، تسلیم کرتی ہوں''

۲۸/جولائی ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۰، ۳۱

☆ زخم تازہ کرگئی بادِ صبائے قادیاں ازمکرم منیر احمد بانی صاحب
☆ قادیان کی یادیں ازمکرم محمد سعید احمد صاحب
☆ جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۵ء میں شامل ہونے والے بعض احباب کے تأثرات (ہومیو ڈاکٹر مکرم مقبول احمد صدیقی صاحب، مکرم عبدالسمیع خانصاحب، مکرم محمد اسحٰق ناصر صاحب)
☆ ماہنامہ ''اخبار احمدیہ'' برطانیہ کا ''سیدنا طاہرؒ نمبر''
☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی چند یادیں
ازمکرم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید
☆ مکرم عبدالعزیز منگلا صاحب کی نظم سے انتخاب
''ربّ کی رحمت کا اک نشاں دیکھا''
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی نظم سے انتخاب
''آپؐ ان گلیوں میں گھومے، ان مکانوں میں رہے''
☆ مکرم ایچ آر ساحر صاحب کی نظم سے انتخاب
''مے کشو! تازہ کریں پھر سنت بادہ چلو!''

۱۱/اگست ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۲

☆ سیرۃ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
(مرتبہ: خاکسار محمود احمد ملک)
☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یادیں
ازمکرم محمد عثمان چو صاحب اور مکرم چودھری محمد عبدالرشید صاحب

۱۸/اگست ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۳

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یادیں
ازمحترمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ

۲۵/اگست ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۴

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورۂ انڈونیشیا
ازمکرم بشیر احمد صاحب

یکم ستمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۵

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یادیں
ازمکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ بھٹی صاحب، مکرم عبدالباری ملک صاحب، مکرم ڈاکٹر شریف احمد اشرف صاحب اور مکرم مرزا عبدالرحیم انور صاحب

۸/ستمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۶

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یادیں
ازمکرم لئیق احمد طاہر صاحب، مکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب اور مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب

۱۵/ستمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۷

☆ محترمہ بیگم مجیدہ شاہنواز صاحبہ
ازمکرم چودھری محمد خالد صاحب
☆ مکرم سید سہیل احمد صاحب ازمکرمہ نصرت احمد نوشی صاحبہ
☆ مکرم میر عبدالرشید تبسم صاحب
☆ اعزاز: عزیزم عطاء الوہاب افضل
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم بعنوان ''مقام خلافت'' سے انتخاب
''ہو ایمان کے ساتھ صالح عمل''

۲۲/ستمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۸

☆ کشمیری بزرگوں کے ایمان افروز واقعات
(مرسلہ: مکرم داؤد بھٹی صاحب)
☆ آئن سٹائن ازمکرمہ ریحانہ صدیقہ بھٹی صاحبہ
☆ مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی نظم سے انتخاب
''رنگ برساتے نظاروں کو سمجھ''

۲۹/ستمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۳۹

☆ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب گوڑیانیؓ
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم میجر عبداللطیف صاحب
ازمکرم جنرل (ر) ناصر احمد صاحب
☆ مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب کی نظم سے انتخاب
''مردِ فارس دے رہا ہے روشنی''

۶/اکتوبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۰

☆ گی آنا میں اسلام اور احمدیت کا آغاز
ازمکرم میر غلام احمد نسیم صاحب
☆ جماعت احمدیہ اور مولانا عبیداللہ سندھی
ازمکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب
☆ مکرم جمیل الرحمٰن جمیل صاحب کے کلام سے انتخاب
''جھوم اے کالی گھٹا''

۱۳/اکتوبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۱

☆ حضرت عمرؓ کی زندگی کے نادر واقعات
ازمکرم حافظ عبدالحئی صاحب

۲۰/اکتوبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۲

☆ ماہنامہ ''النور'' امریکہ کا الوصیت نمبر (تعارف)
☆ حضرت مولوی شیر محمد صاحبؓ آف ہجن
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم عبدالحمید خان شوق صاحب کی نظم بعنوان ''بہشتی مقبرہ'' سے انتخاب
''اے بہشتی مقبرہ! اے ارض نیک نام''

۲۷/اکتوبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۳

☆ لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ''خدیجہ'' ۲۰۰۵ء
☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علم طبّ
☆ گلدستۂ درویشان کے پھول (مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل، مکرم ماسٹر محمد اسماعیل صاحب گجراتی، مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب)
ازمکرم حکیم بدرالدین عامل بھٹہ صاحب
☆ محترمہ حلیمہ بیگم صاحبہ
ازمکرمہ صفیہ بشیر سامی صاحبہ

۳/نومبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۴

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ازمکرم مبشر احمد خالد صاحب

۱۰/نومبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۵

☆ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب مرحوم ازمکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ (مرتّبہ مکرمہ شازیہ انجم صاحبہ)
☆ محترم شیخ عبدالحمید عاجز صاحب ازمکرم حفیظ احمد عاجز
☆ محترم ملک غلام نبی صاحب ازمکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی
☆ تخت ہزارہ کے شہداء کو مکرمہ فریدہ کوثر صاحبہ کے منظوم خراج عقیدت سے انتخاب
''آج رخصت ہو رہے تھے شان سے......''

۱۷/نومبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۶

☆ مولانا جلال الدین رومیؒ ازمکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

۲۴/نومبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۷

☆ مکرم غلام سرور صاحب ازمکرم رفیق احمد نعیم صاحب
☆ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا اپنے بھائی مکرم چودھری عبدالحمید صاحب کے نام خط (مرسلہ مکرم شمشاد احمد قیصر)
☆ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی پاکستان کیلئے خدمات اور اعترافات ازمکرم پروفیسر راجا نصراللہ خانصاحب
☆ مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب کی نظم سے انتخاب:
''آؤ لوگو! حضرت مسرور کی باتیں کریں''

یکم دسمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۸

☆ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی خودنوشت سوانح
☆ مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب کی غزل سے انتخاب
''درد کا ساز چھڑا، شور مچا، ہوک اُٹھی''

۸/دسمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۴۹

☆ حضرت زرتشت علیہ السلام ازمکرم انیس احمد ندیم صاحب
☆ عظیم مسلمان صوفی کبیر ازمکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب

۱۵/دسمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۵۰

☆ پروفیسر ڈاکٹر سید اختر اورینوی صاحب
ازمکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب
☆ افریقہ کا ملک ''ملاوی''
☆ مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی نظم سے انتخاب
''سب منتظر ہیں آقا ہمارے کب آئیں گے''

۲۲/دسمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۵۱

☆ مشرقی افریقہ میں دعوت الی اللہ کی تاریخ
ازمکرم محمد شفیق قیصر صاحب

۲۹/دسمبر ۲۰۰۶ء-شمارہ ۵۲

☆ حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحبؓ کے خودنوشت سوانح
☆ مکرم فیض چنگوی صاحب کی نظم سے انتخاب
''خدا اک نورِ مطلق ہے محمدؐ مظہر مطلق''
☆ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی نظم ''نغمۂ مھجور'' سے انتخاب
''کشتِ دل میں تخمِ الفت بو رہا ہے خوبرو''
☆ ۲۰۰۶ء میں الفضل ڈائجسٹ کی زینت بننے والے مضامین کی مکمل فہرست

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/اگست 2005ء میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی نظم بعنوان ''نغمۂ مھجور'' سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ 1931ء میں کہی گئی یہ حضرت مولوی صاحب کی پہلی نظم تھی جو اخبار میں شائع ہوئی۔

کشتِ دل میں تخمِ الفت بو رہا ہے خوبرو
سن رہا ہوں اس کا نغمہ گو نہیں وہ روبرو
ہوں تلاش یار میں ، دیوانہ مت سمجھو مجھے
میں عبث پھرتا نہیں ہوں اس جہاں میں کوبکو
دشتِ غربت میں گیا تو خود وہ یوں گویا ہوئے
امتحاں منظور تھا ، بس ہو گئے تم سرخرو
منز لِ محبوب کا رستہ ہے خامد پُرخطر
بِن چلے اس پر نہیں ملتی جہاں میں آبرو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

5th January 2007 – 11th January 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 5th January 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:15 Seminar: A seminar including a speech on the topic of 'Holy wars in the time of Holy Prophet (saw)'.
02:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 268, Recorded on 02/04/1997.
03:10 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
04:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 155, Recorded on 30th September 1996.
05:05 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 29th December 2004.
08:00 Le Francais C'est Facile: No. 87
08:25 Siraiki Service
09:05 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 27, Recorded on 20th January 1995.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
14:10 Dars-e-Hadith
14:30 Bangla Shomprochar
15:25 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10 Friday Sermon [R]
17:10 Interview: An interview with Syed Ali Ahmad Tariq on the topic of Ahmadis under trial in Pakistan.
18:00 Le Francais C'est Facile: No. 87
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Urdu Mulaqa'at: Session 27 [R]
23:10 MTA Travel

Saturday 6th January 2007

00:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05 Le Francais C'est Facile: No. 87
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 269, Recorded on 03/04/1997.
02:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 5th January 2007.
04:00 Bangla Shomprochar
04:55 Interview
05:35 MTA Travel
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 12th November 2006.
08:05 Ashab-e-Ahmad
08:50 Friday Sermon [R]
09:55 Indonesian Service
10:50 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55 Bengali Service
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:05 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:00 Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20/05/1995. Part 2.
18:00 Attractions of New Zealand
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:10 Ahab-e-Ahmad
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 7th January 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Seerat-un-Nabi (saw)
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 270, Recorded on 08/04/1997.
02:30 Ahab-e-Ahmad
03:20 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 5th January 2007.
04:30 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:30 Attractions of New Zealand
06:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:10 Children's Class with Huzoor . Recorded on 17th April 2004.
08:10 Learning Arabic: Programme No. 12
08:35 MTA Travel: A travel programme showing the old city of Madina.
09:10 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 21st April 2006.
12:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
13:00 Bangla Service
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 5th January 2007.
15:05 Children's Class [R]
16:10 Huzoor's Tours [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th June 1998. Part 1.
18:00 Learning Arabic: Programme No. 12
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 271, Recorded on 09/04/1997.
20:30 MTA International News Review [R]
21:05 Children's Class [R]
22:10 Huzoor's Tours [R]
23:00 Ilmi Khutbaat

Monday 8th January 2007

00:00 Tilaawat & MTA News Review
01:05 Learning Arabic: Programme No. 12
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 271, Recorded on 09/04/1997.
02:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 5th January 2007.
03:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th June 1998. Part 1.
04:40 Ilmi Khutbaat
05:40 MTA Travel: A travel programme showing the old city of Madina.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 6th March 2004.
08:30 Le Francais C'est Facile, Programme No. 34
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 25, Recorded on 30th March 1998.
10:00 Indonesian Service
11:05 Signs of Latter Days
12:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:15 Bengali Service
14:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 03/02/2006.
15:25 Signs of the Latter Days [R]
16:15 Medical Matters
16:45 Spotlight
17:20 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 272, Recorded on 10/04/1997.
20:40 MTA International Jama'at News
21:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:35 Spotlight [R]
23:15 Friday Sermon: recorded on 03/02/2006

Tuesday 9th January 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Medical Matters
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 272, Recorded on 10/04/1997.
02:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 03/02/2006.
03:45 Le Francais C'est Facile, Programme No. 34
04:10 Spotlight
04:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 25, Recorded on 30th March 1998.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 30th January 2005.
08:20 Learning Arabic, programme No. 12
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
11:55 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:05 Bengali Service
14:05 Jalsa Salana Canada 2004: Concluding Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana Canada. Recorded on 4th July 2004.
15:05 Jihad: A discussion programme on the topic of Jihad. Part 2.
16:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:05 Learning Arabic, programme no. 12 [R]
17:30 Question and Answer Session [R]
18:35 Arabic Service
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:15 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:10 Jihad: A discussion programme [R]

Wednesday 10th January 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:15 Learning Arabic, Programme No. 12
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 273 Recorded on: 16/04/1997.
02:45 Jalsa Salana USA 2003: Proceedings of the second day of Jalsa Salana USA 2003 Including a speech by Maulana Azhar Haneef and concluding address delivered by Ameer Sahib of USA. Recorded on 29th June 2003.
03:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 2.
05:00 Jihad: A discussion programme on the topic of Jihad. Part 2.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 12th December 2004.
08:25 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd May 1984.
10:00 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
11:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:00 Bengali Service
14:00 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31/12/1982.
14:45 Attractions of New Zealand
15:20 Jalsa Speeches: A speech delivered by Atta-ul Mujeeb Rashid on the occasion of Jalsa Salana United Kingdom. Recorded on 29th July 2000.
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
17:25 Waaq-Feen-e-Nau: an educational programme
17:35 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 274, Recorded on: 17/04/1997.
20:40 MTA International News Review
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:15 Jalsa Speeches [R]
22:45 From the Archives [R]
23:05 Waaq-Feen-e-Nau [R]

Thursday 11th January 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 274, Recorded on: 17/04/1997.
02:30 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:55 Hamari Kaa'enaat
03:50 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31/12/1982.
04:40 Waaq-Feen-e-Nau: an educational programme
05:15 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Children's Class with Huzoor. Recorded on 8th May 2004.
08:00 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 3, Recorded on: 19/03/1994.
09:05 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
09:50 Al Maa'idah: A cookery programme
10:10 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 160, Recorded on 12th November 1996.
15:10 Seminar: A seminar including a speech on the topic of 'Holy wars in the time of Holy Prophet (saw)'.
16:00 Huzoor's Tours [R]
16:50 English Mulaqa'at, Session: 3 [R]
17:35 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, Session: 160 [R]
22:10 Seminar [R]
23:00 Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 Friday December 29, 2006 Issue No. 52

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

حضرت علامہ حافظ صوفی روشن علیؓ اور آپ کے مورثِ اعلیٰ

حضرت علامہ حافظ صوفی روشن علیؓ (المتوفّٰی 23/جون 1929ء) جماعت احمدیہ کے شہرۂ آفاق قدیم صوفی بزرگ ہیں جن کی نسبت حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ آپ حضرت مولوی عبدالکریم ثانی تھے۔

(الفضل یکم اپریل 1944ء)

آپ کے سانحہ وصال پر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ نے ایک دردانگیز مرثیہ کہا جس کے ایک ایک شعر سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور روح تڑپ اٹھتی ہے۔ فرمایا ؎

آہ ہم سے چھٹ گیا استاد وہ
جس کے تھے احسان ہم پر بے شمار
جس کی شاگردی ہمارا فخر تھا
جس کی تلمیذی میں تھا اپنا وقار
چل بسا ہے دار فانی چھوڑ کر
وہ جو تھا اک دیں کا گوہر آبدار
فوجِ حقّانی کا واحد فرد تھا
خیل ربّانی کا تھا وہ شہ سوار
عشق تھا قرآں سے اس کی روح کو
اس گلستاں کا وہ تھا گویا ہزار

(الفضل 9/جولائی 1929ء صفحہ2)

حضرت علّامہ روشن علی صاحبؓ کے مورث اعلیٰ پنجاب میں سلسلہ قادریہ کے آفتاب اور طریقت قادریہ کی شاخ نوشاہیہ کے بانی حضرت حاجی محمد نوشہ گنج تھے۔ آپ کے سوانح نگار جناب عالم فقری تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حضرت شاہ سلیمان قادری کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کے ہاتھ پر کثیر افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ صاحب الرؤیا اور مستجاب الدعوات اولیائے کبیر میں سے تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کثرت سے کرتے۔ خلق محمدی کا مجسم نمونہ تھے نیز یہ کہ:

"آپ قول وحال میں سنت نبوی کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ متابعت نبوی کو اپنا خرمن اوّلین سمجھتے۔ ہر کام میں شریعت کا پاس رکھتے بحدّیکہ اپنے مریدوں کو مرید نہ کہتے بلکہ یار کہتے **جو لفظ صحابی یا صاحب کا ترجمہ ہے**"۔

(تذکرۃ اولیائے پاکستان صفحہ 262۔ناشر شبیر برادرز 40بی اردو بازار لاہور نمبر 1۔تاریخ طباعت 1987ء)

جناب عالم فقری صاحب کی تحقیق کے مطابق آپ نے 105 سال کی عمر میں 8/ربیع الاول 1064ھ (بمطابق 27/جنوری 1654ء) کو انتقال کیا۔ روضہ مبارک رنمل شریف ضلع گجرات میں ہے۔

شہرت یافتہ عیسائی مشنری حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

ڈاکٹر زویمر (Dr.Zwemer S.M.) ایک مشہور پادری تھے جو 1931ء میں امریکہ سے قادیان آئے اور جماعت احمدیہ اور اس کے عالمی مرکز کا قریب سے مطالعہ کرنے کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ سے بھی ملاقات کی۔ واپسی پر انہوں نے قادیان دارالامان کے متعلق رسالہ چرچ مشنری ریویو لنڈن میں لکھا:

"لنڈن، پیرس، برلن، شکاگو، سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے دفاتر، ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان مختلف قسم کی انسائیکلو پیڈیا، ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے"۔

(بحوالہ تأثرات قادیان صفحہ 198 مؤلف ملک فضل حسین صاحب اشاعت دسمبر 19038ء)

❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ ڈنمارک کے 14ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

(رپورٹ مرتبہ: نعمت اللہ بشارت ۔ مبلغ ڈنمارک)

الحمدللہ کہ امسال جماعت احمدیہ ڈنمارک کو اپنا چودھواں جلسہ سالانہ مورخہ 4-5/نومبر 2006ء بروز ہفتہ واتوار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مکرم عبدالباسط بٹ صاحب امیر جماعت ڈنمارک نے اگست 2006ء میں مکرم عبدالوہاب بٹ صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا جنہوں نے جلسہ کے انتظامات کے لئے مکرم امیر صاحب کی منظوری سے انتظامیہ تشکیل دی اور ناظمین کو ان کی مفوضہ ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ جلسہ سالانہ Brondbystrand میں واقع ایک سکول کی وسیع وعریض عمارت میں منعقد ہوا جس میں مردوخواتین کے لئے الگ الگ ہال جلسہ گاہ کے طور پر استعمال میں لائے گئے۔ خدام اور لجنات کی ٹیموں نے جلسہ گاہ اور سٹیج کی تزئین وآرائش کی اور بینرز سے سجایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ جرمنی، مکرم آغا یحيٰی خان صاحب مبلغ سویڈن اور مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ ناروے کو اس جلسہ میں بطور مہمان مقرر شمولیت کی اجازت عطا فرمائی جو جماعت احمدیہ ڈنمارک کے لئے ایک اعزاز ہے۔

افتتاحی اجلاس

جلسہ کا افتتاحی اجلاس مورخہ 4/نومبر کو نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد دو بجے مکرم امیر صاحب ڈنمارک کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ ازاں بعد مکرم آغا یحيٰی خان صاحب مبلغ سویڈن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ جرمنی نے "نظام خلافت اور اس کی برکات" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ نماز مغرب وعشاء شام سات بجے مسجد نصرت جہاں میں ادا کی گئیں اور پھر ایک دلچسپ مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب نے نہایت علمی اور مدلّل رنگ میں سوالات کے جوابات دیئے اور رات نو بجے یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

دوسرا دن

دوسرے روز کے پہلے اجلاس کا آغاز 11:15 بجے مکرم محمود احمد شمس صاحب امیر جماعت سویڈن کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ہمایوں بٹ صاحب اور مکرم عمادالدین صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عناوین پر ڈینش زبان میں تقاریر کیں۔ جبکہ مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ ناروے نے مثیل مسیح کے موضوع پر اور خاکسار نعمت اللہ بشارت نے انفاق فی سبیل اللہ اور نظام وصیت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اجلاس کا اختتام صدر مجلس کے اختتامی خطاب سے ہوا۔ آپ نے اسلامی پردہ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس مکرم امیر صاحب ڈنمارک کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ جرمنی نے "اے کرم خاک چھوڑ دے کبروغرور کو" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ کے بابرکت پروگرام اختتام کو پہنچے۔

جلسہ میں کل حاضری (مردوخواتین) 164 رہی۔

جلسہ کے دوسرے روز بھی نماز مغرب وعشاء کے بعد دلچسپ، مفید اور معلوماتی مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔

اس جلسہ میں ناروے اور سویڈن سے بھی احباب جماعت نے شرکت کی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بابرکت کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری دعاؤں سے شاملین جلسہ برکت حاصل کریں۔ آمین۔

☾☾☾☾☾

نظام وصیت

حضرت مصلح موعودؓ وصیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی ودنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا، اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی"۔

ایسے احباب جماعت جو ابھی نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے۔ ان سے درخواست ہے کہ اس میں شامل ہو کر اس کے فیوض وبرکات کے وارث بنیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)